بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ۲۹

شرح چندہ
سالانہ 100 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

یکم ربیع الاوّل ۱۴۱۷ ہجری ✽ ۱۸ روفا ۱۳۷۵ ہش ✽ ۱۸ رجولائی ۱۹۹۶ء

1504. Engr. M.Salam E.E.,
Power System Planning Directorate,
H.P.S.E.B. Vidyut Bhawan,
SHIMLA - 171 004 (H.P.)

یہ سال "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا سال ہے

ہر احمدی پر اس کتاب کا پڑھنا لازم ہے

اس کو غور سے پڑھیں تو آپ کی عقل روشن ہو جائے گی

(حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کے دورہ جرمنی کے دوران غیر معمولی دینی مصروفیات کا مختصر تذکرہ)

(چوتھی قسط)

۲۴ مئی کو مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے ۱۷ویں سالانہ اجتماع کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ کے ساتھ اس کا افتتاح فرمایا (حضور انور کا خطبہ جمعہ بدر میں الگ پیش کیا جاچکا ہے)۔ بعدازاں ۲۴ خاندانوں کے ۷۷ افراد نے حضور انور سے انفرادی ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ اس کے علاوہ حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ بادکروئزناخ شہر کی لیڈی میئر اور سٹی کونسل کی دیگر معزز شخصیات نے ملاقات کی۔

۱۵ سال سے اوپر طلباء کے ساتھ مجلس سوال و جواب

شام ساڑھے سات بجے پنڈال میں ۱۵ سال سے اوپر کے طلباء کے ساتھ سوال و جواب کی نہایت دلچسپ مجلس منعقد ہوئی۔ چند ایک اہم سوالات یہ تھے۔ ☆ احمدی کے لئے تبلیغ کا بہترین طریق کیا ہے؟ ☆ کیا نماز جنازہ غائب، نماز جنازہ حاضر سے پہلے پڑھی جا سکتی ہے؟ (باقی ص۱۱ پر)

کسی امارت پر فائز ہونا کوئی معمولی امر نہیں۔ اس کے بہت سے تقاضے ہیں انہیں لازماً پورا کرنا ہوگا

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۱۴ جون ۱۹۹۶ء)

لندن (۱۴ جون): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے خصوصیت سے امراء کو نہایت اہم نصائح فرمائیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس سے قبل گزشتہ خطبات میں امیر کی اطاعت کے پہلو پر زیادہ زور دیا گیا تھا۔ جہاں منطقی نقطہ نگاہ سے ہم یہ کہہ دیتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی ذیل میں آپ کے سب نمائندگان کی اطاعت کا منصب کے لحاظ سے حق ہے وہاں یہ سمجھانا بھی ضروری ہے کہ باوجودیکہ سب سے زیادہ اہم ترین اطاعت کا حق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے ہے اور آپؐ کی ذات کے حوالہ سے آگے یہ اطاعت کا حق دیا گیا ہے مگر آپؐ کے متعلق یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ اگر تو ان کے لئے نرم دل اور رؤف و رحیم نہ ہوتا تو یہ سب لوگ ادھر ادھر بھاگ جاتے۔ حضور نے فرمایا کہ جو امیر مقرر ہو اور خاص طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو اس پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ یہ درست نہیں کہ اس کا کام صرف اطاعت قبول کرنا ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں۔ یہ فطرت کے خلاف بات ہے۔ ہر وہ شخص جو مامور ہے، جو اپنے دائرے میں صاحب اختیار ہے، صاحب امر ہے اسے خیال رکھنا ہوگا کہ جن لوگوں پر مامور ہے ان کے دل جیتنے کے لئے اسے لازماً محنت کرنی ہوگی۔ وہ شخص جو امیر بن کر اس اہم نقطے کو نظرانداز کرتا ہے وہ بےوقوف بھی ہوگا اور ایک قسم کا تکبر بھی اس میں پایا جائے گا۔ پس کسی امارت پر فائز ہونا کوئی معمولی امر نہیں ہے۔ اس کے بہت سے تقاضے ہیں انہیں لازماً پورا کرنا ہوگا۔ حضور نے فرمایا جسے مامور بنایا گیا ہے اسے سمع و طاعت کی روح پیدا کرنے کے لئے اپنی جان قربان کرنی پڑتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک امیر جو اپنی رحمت و شفقت کے تقاضے پورے نہیں کرتا، برداشت اور حوصلہ پیدا نہیں کرتا اور اس فکر میں نہیں رہتا کہ جس طرح بھی ممکن ہے مجھ سے محبت اور احسان کے تعلق میں یہ باندھے جائیں وہ امیر اپنی جماعت میں احسان کے نمونے نہیں دیکھ سکتا۔ حضور نے فرمایا کہ اس پہلو سے مثالی ماحول وہی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ نمونوں کی پیروی ہو رہی ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے غلاموں کا اتنا خیال تھا کہ ایک بچے کے رونے کی آواز آپ کو نماز چھوٹی کرنے پر آمادہ کر دیتی تھی کہ اس بچے کی دردناک آواز سے ماں پر کیا گزرتی ہوگی۔ حضور نے فرمایا کہ وہ شخص جو دوسروں سے بڑھ کر ان کی تکلیفوں کا خیال رکھتا ہو اس پر جائز حملہ نہیں ہو سکتا کہ آپ نے ہم سے بےپروائی کی اس لئے ہمارا فلاں نقصان ہو گیا۔ رسول اللہؐ دوسروں کی ضرورتوں پر اپنی ضرورتیں قربان کر دیتے تھے۔ ہم پر لازم ہے کہ آپ کی پیروی کریں۔

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اخبارِ احمدیہ

لندن ۱۵ رجولائی (ایم ٹی اے) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

آج حضور انور نے مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام "ملاقات" کے تحت ترجمۃ القرآن کلاس لی اور سورۃ النحل کی آیت ۱۰۲ تا آیت ۱۱۱ ترجمہ اور پُرمعارف تفسیر بیان فرمائی۔

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازی عمر، مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں ✽

درس الحدیث

★ اَلْمُسْلِمُ مِرْاٰۃُ الْمُسْلِمِ
ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے

★ اَلسَّعِیْدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ (ابن ماجہ)
نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت کیا جائے

★ اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَہٗ
گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔ (ابن ماجہ کتاب الزہد)

★ لَا یَحِلُّ لِمُؤْمِنٍ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ۔ (مسند احمد بن حنبل)
کسی مومن کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے۔

★ اَلدَّالُ عَلَی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ
(سنن ترمذی)
نیک کام بتانے والا خود نیکی کرنے والے کی طرح ہے۔

۱۰۵ واں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۶ء

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰۵ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کے لئے ۲۶-۲۷-۲۸ فتح ۱۳۷۵ ہش مطابق دسمبر ۱۹۹۶ء (بروز جمعرات - جمعہ - ہفتہ) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔

احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کے لئے تیاری شروع کر دیں اور اس جلسہ کی کامیابی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

مجلس مشاورت

:- اسی طرح جماعتہائے احمدیہ بھارت کی آٹھویں مجلس مشاورت کے لئے حضور انور نے ۲۹ دسمبر ۱۹۹۶ء (بروز اتوار) کی تاریخ کی منظوری عطا فرمادی ہے۔

امراء کرام و صدر صاحبان سے گزارش ہے شوریٰ کے لئے تجاویز اور نمائندگان کی اطلاع ۳۰ راکتوبر ۱۹۹۶ء تک سیکرٹری شوریٰ کو بھجوا دیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر سے شائع کیا۔ پروپرائٹر۔ نگران بورڈ بدر قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۸ر وفاء ۱۳۷۵ ہش

دیوبندی چالوں سے بچیئے!

(۶)

۵) ایک اعتراض کتابچہ " محمد صلعم کے پریمی کہاں ہیں" میں یہ کیا گیا ہے کہ گویا حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے لکھا ہے کہ :۔

" حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے جبکہ مشہور تھا کہ اس میں سؤر کی چربی ملی ہوئی ہوتی تھی "!

(مکتوبات مرزا قادیانی اخبار الفضل ۲۲ر فروری ۱۹۲۴ء)

مذکورہ اعتراض میں اصل مفہوم سے ہٹ کر بات کو پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور مقصد صرف یہ ہے کہ یہ دو لائنیں لکھ کر نعوذ باللہ من ذلک یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جائے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا لکھ کر آپ کی سخت توہین کی ہے۔

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ایک لمبے خط کی چھوٹی سی عبارت ہے۔ جب تک تمام خط نہ پڑھا جائے یہ عبارت حل نہیں ہو سکتی۔ اب ہم بتاتے ہیں کہ دیوبندی نے صرف اور صرف اشتعال دلانے کے لئے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی حلال کو محض شک کی بناء پر حرام قرار نہیں دیا جا سکتا۔ بعض باتیں بعض قوموں کو مدنظر رکھ کر مشہور ہو جاتی ہیں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایک قسم کے پنیر کے متعلق یہ مشہور تھا کہ چونکہ اسے عیسائی بناتے ہیں اس لئے ضرور اس میں سؤر کی چربی ملاتے ہوں گے حالانکہ یہ بات غلط تھی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پنیر کو خود کھا کر یہ ثابت فرما دیا کہ سنی سنائی بات پر عمل ضروری نہیں۔

چنانچہ حضرت شیخ زین الدین بن عبدالعزیز اپنی کتاب فتح العین شرح قرۃ العین میں زیر عنوان باب الصلوٰۃ زیر قاعدہ مہم مطبوعہ مصر مؤلفہ ۹۸۲ھ میں لکھتے ہیں :۔

"وجوخ اشتہر عملہ بلحم الخنزیر وجبن شامی اشتہر عملہ بشحم الخنزیر وقد جاءہ صلی اللہ علیہ وسلم جبنۃ من عندہم ولم یسئل عن ذلک ذکرہ شیخنا فی المنہاج

ترجمہ :۔ اور جوخ جو مشہور ہے بنانا اس کا ساتھ چربی سؤر کے اور پنیر شام کا جو مشہور ہے بنانا اس کا ساتھ پنیر مایہ سؤر کے اور آیا جناب سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس پنیران پاس سے پس کھایا آنحضرتؐ نے اس سے اور نہ پوچھا اس سے (یعنی اس کی بابت)"

مذکورہ ترجمہ رسالہ " اظہار الحق درباره جواز طعام اہل کتاب " سے لیا گیا ہے جو ۱۸۷۵ء میں مذکورہ بالا حدیث کی بناء پر ہوشیار پور کے قائمقام اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جناب خان احمد شاہ صاحب نے شائع کیا اس رسالہ یا فتویٰ پر شیخ الکل مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور کئی دیگر علماء غیر مقلد کی مہریں بھی ثبت ہیں

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو گزشتہ حوالوں کی بناء پر نہ کہ اپنی طرف سے ایک بات بیان فرمائی ہے کہ صرف شک کی بناء پر کسی حلال چیز کو حرام نہیں قرار دیا جا سکتا۔

(۶)

مذکورہ کتاب میں احمدیوں پر ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے کہ بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے روضہ مبارک کی توہین کی ہے۔ دیوبندی کہتے ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے لکھا ہے

" اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپنے کے لئے ایک ایسا نیچ ستھان دیا جو بدبودار تنگ و تاریک (اندھیرا) پشوؤں کے ہگنے موتنے کا تھا "

(خزائن جلد ۱۷ صـ۲۰۵)

یہ حوالہ سراسر بناوٹی ہے ایسا کوئی حوالہ حضور علیہ السلام کی کتاب میں نہیں ہے دراصل حضور علیہ السلام نے اس جگہ روضہ مبارک کا نہیں بلکہ اس غار ثور کا ذکر فرمایا ہے جس میں ہجرت سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ چھپے تھے

ہم ذیل میں اصل حوالہ لکھ دیتے ہیں قارئین خود ہی اصل حقیقت معلوم فرمالیں اس سے قارئین کو صاف اندازہ ہو جائے گا کہ دیوبندی صرف اشتعال پھیلانے کے لئے ایسے حوالے توڑ مروڑ کر اور جھوٹے رنگ میں لکھتے ہیں۔ ان کے جھوٹ کی قلعی تو خود ان کے دیئے گئے حوالے سے بھی کھل جاتی ہے جہاں لکھا ہے کہ :

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپنے کے لئے اب ظاہر ہے کہ آپ روضہ شریف میں چھپے ہوئے نہیں ہیں بلکہ دشمنوں کے ڈر سے غار ثور میں چھپے تھے دراصل چور اپنی چوری کے کہیں نہ کہیں قدم چھوڑ ہی جاتا ہے جس سے وہ پکڑا جاتا ہے۔ اگر دیوبندی نے حوالے کو توڑا مروڑا تھا تو اس میں سے چھپنے کا لفظ بھی نکال دیتا تو جھوٹ مکمل ہو جاتا ۔ اصل حوالہ یوں ہے ۔

" ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدّت تک زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اترنے کی جو دی گئی ہے اس کے ہر ایک پہلو سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق جس کا کچھ حد و حساب نہیں حضرت مسیح سے ہی ثابت ہوتا ہے مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سو برس تک بھی عمر نہ پہنچی۔ مگر حضرت مسیح اب تک قریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے (غار ثور میں) چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے بُلا لیا اب بتلاؤ محبت کس سے زیادہ کی ؟ عزت کس کی زیادہ کی ؟ قرب کا مکان کس کو دیا ؟ اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا ؟"

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ صـ۱۱۹ روحانی خزائن جلد ۱۷ صـ۲۶۵)

ہم نے اصل حوالہ کے ساتھ عبارت لکھ دی ہے دیوبندی نے حوالہ بھی جھوٹ لکھا اور عبارت بھی اشتعال دلانے کے لئے فریب سے پر بنائی ہے۔ اب بھلا بتاؤ کہ اس حوالہ میں روضہ مبارک کی توہین کہاں ہے ؟ حضورؑ تو سمجھا رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر اٹھاتے کا عقیدہ رکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے۔ جو لوگ خود روضے کی توہین کرنے والے ہیں وہ بھلا روضے کی عزت کیا کریں گے ۔ ہم ابھی اوپر ایک حوالہ درج کر آئے ہیں جس میں دیوبندی بزرگ لکھتے کہ میں جہاں رہوں وہیں روضہ ہے۔ اب حقیقت یہ ہے کہ یہ دیوبندی بزرگ اپنی زندگی میں پتہ نہیں کس کس حالت میں ہوتے تھے اور کیا ان کی زندگی کی تمام حالتوں کو روضہ مبارک سے تشبیہ دی جا سکتی ہے ۔ قارئین خود ہی گہری نظر سے سوچ لیں ۔

اسی طرح ہم گزشتہ قسط میں یہ بھی تحریر کر آئے ہیں کہ دراصل دیوبندی کے نزدیک تو روضہ مبارک کی گنگوہ کے مقابلہ میں کچھ بھی حقیقت نہیں چنانچہ محمود الحسن صاحب کا وہ مرثیہ جو انہوں نے مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات پر لکھا تھا اس میں صاف لکھا ہے کہ خود کعبہ شریف بھی گنگوہ کا رستہ پوچھنے کے لئے بیتاب ہے ۔ یہ دیوبندی جو خود کعبہ کی سخت توہین کرنے والے ہیں ۔ دوسروں کی نظر سے اپنی کارستانیوں کو چھپانے کے لئے بلاوجہ معصوم لوگوں پر الزام و اتہام لگاتے ہیں ۔

(۷)

مذکورہ کتاب میں ایک اعتراض یہ بھی کیا گیا ہے کہ گویا حضرت مرزا صاحب نے یہ لکھا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی الہام سمجھ میں نہیں آئے آپؑ کی کتاب ازالہ اوہام کی طرف منسوب کر کے جھوٹا حوالہ درج کیا گیا ہے کہ

" نبی سے کئی غلطیاں ہوئی ہیں کئی الہام سمجھ میں نہیں آئے " (ازالہ اوہام صـ۱۳۶۳)

ہمارا دعویٰ ہے کہ ازالہ اوہام میں کہیں بھی یہ عبارت نظر نہیں آئے گی یہ دیوبندیوں کا جھوٹ سے پیار کرنے کا ایک واضح ثبوت ہے۔ واضح ہو کہ ازالہ اوہام صرف ۵۳۶ صفحے کی کتاب ہے

اے دیوبندی مولویو تم لوگ بھلا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الہام کی کیا قدر کرو گے تمہارا کام تو صرف جھوٹی باتیں پھیلا کر عوام کو اشتعال دلانا ہے ۔

اگلی قسط میں انشاء اللہ ہم دیوبندیوں کے ان بیہودہ عقائد کا ذکر کریں گے جو وہ قرآن مجید کے خلاف رکھتے ہیں ۔

(باقی)

(منیر احمد خادم)

دعا کرتے رہو اور کراتے رہو

دعا کرتے رہو اور کراتے رہو (۔) طبیعت پر جبر کر کے جو کام کیا جاتا ہے ثواب اسی کا ہوتا ہے اور اسی کا نام نفس لوامہ ہے کہ طبیعت آرام کرنا چاہتی ہے اور محبوبات نفسانی کی طرف کھچی جاتی ہے۔ مگر بزور اسے مغلوب کر کے خدا کے احکام کے ماتحت چلاتا ہے اس لئے اجر پاتا ہے۔ ثواب کی حد نفس لوامہ تک ہی ہے اور اسے ہی خدا نے پسند کیا ہے۔ چنانچہ "کلام الٰہی " میں بھی قسم نفس لوامہ کی ہی خدا نے کھائی ہے۔ مطمئنہ کی نہیں۔ مطمئنہ میں جا کر ثواب نہیں رہتا۔ کیونکہ وہاں کوئی کشاکشی اور جنگ نہیں۔ وہ تو امن کی حالت ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

خطبہ جمعہ

مذہب کے نام پر کسی دوسرے انسان کا حق سلب کرنے کی دنیا کا کوئی مذہب اجازت نہیں دے سکتا، اگر دیتا ہے تو جھوٹا ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۰ مئی ۱۹۹۶ء مطابق ۱۰ ہجرت ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله: أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم.
﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العٰلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾ .

عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ﴿۱۰﴾
سَوَآءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍۭ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ ﴿۱۱﴾
لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا
مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْۗءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ ﴿۱۲﴾

(سورۃ الرعد: ۱۰ تا ۱۲)

یہ وہ آیات کریمہ ہیں جن کی گزشتہ خطبے میں بھی میں نے تلاوت کی تھی اور انہی کے حوالے سے جھوٹ سے بچنے کی تلقین کرتے ہوئے جھوٹ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی تھی۔ آج کے جمعے کے لئے بھی میں نے انہی آیات کو عنوان کے طور پر چنا تھا تاکہ اس مضمون کے وہ پہلو جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے حوالوں سے میں نے پیش کرنے تھے اور گزشتہ جمعے پہ رہ گئے تھے ان کو نئے حوالوں سے دوبارہ بیان کروں یعنی مضمون تو وہی ہوگا مضمون دوبارہ ہوگا مگر وہ پہلو دوبارہ نہیں ہوں گے، وہ نئے پہلو ہیں جو آپ کے سامنے آئیں گے۔

اس دوران یعنی گذشتہ خطبے اور اس جمعے کے دوران مختلف جگہوں سے ایسے خطوط آنے شروع ہوئے کہ جو اگلا جمعہ ہے وہ FRIDAY THE 10TH ہے یعنی مئی کی دس تاریخ ہوگی اور جمعہ ہوگا اس لئے FRIDAY THE 10TH کے حوالے سے دیکھیں کیا ہوتا ہے۔ اور زیادہ تر رجحان اس طرف تھا کہ میں اسی کو اس جمعہ کا موضوع بناؤں اور جہاں تک گرد و پیش پر نظر ڈالنے کا تعلق ہے مجھے کوئی ایسی نئی بات دکھائی نہیں دے رہی تھی جس کو FRIDAY THE 10TH کی اہمیت کے ساتھ باندھ کر میں پیش کرسکوں۔ اس لئے کوئی ارادہ بھی نہیں تھا کہ اس پر گفتگو کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مضمون پہلے بارہا روشن کیا ہے۔ بارہا ایسے جمعہ آئے ہیں جو دسویں جمعہ تھے اور خدا تعالیٰ نے کئی قسم کے نشان دکھائے اور انذار بھی جاری فرمائے۔ تو یہ ضروری نہیں کہ قیامت تک اب FRIDAY THE 10TH کا کشف جو ہے وہ ضرور اس جمعہ کو ہمیشہ اسی طرح پورا ہوتا رہے۔ بعض اوقات ایک خوشخبری آتی ہے یا ایک انذار جو ایک دفعہ، دو دفعہ، تین دفعہ پورا ہوا یا پھر وقفے کے بعد، لمبے انتظار کے بعد ایک دفعہ پھر بھی پورا ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی ایسے الہامات ہیں جو یہ رنگ رکھتے ہیں۔ اس لئے اول تو جماعت کا یہ خیال کر لینا کہ گویا کیونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے کشفاً FRIDAY THE 10TH کو دکھایا اور بار بار چمکتے ہوئے دکھایا اس لئے ضرور ہر FRIDAY THE 10TH کو کوئی نشان ہوگا یہ درست نہیں ہے۔

لیکن ایک اور پہلو بھی ہے کہ سب سے پہلا FRIDAY THE 10TH جو خدا تعالیٰ کی طرف سے دکھائے جانے والے اس کشف کے بعد آیا تھا اس میں دو بڑے نمایاں انذاری نشان تھے۔ اور بسا اوقات انذار کے ساتھ تبشیر بھی وابستہ ہوتی ہے، بشارتیں بھی وابستہ ہوتی ہیں اور اس وقت میں نے اس مضمون پر روشنی ڈالی تھی کہ انذار کی کوکھ سے بھی بسا اوقات بشارتیں جنم لیا کرتی ہیں اور اس پہلو سے انذار محض کوئی ڈرا کر جان نکالنے والا مضمون نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر انذار سے فائدہ اٹھاؤ گے تو بہت سے نقصانات سے بچ سکو گے۔ اور اگر باز نہیں آؤ گے تو جن کے لئے یہ انذار کا نشان ہے وہ تو مٹا دیئے جائیں گے مگر جن کے حق میں یہ نشان ہے ان کو بشارتیں عطا ہوں گی۔ اب دیکھیں حضرت نوحؑ کا جو سیلاب کا واقعہ ہے یہ بھی تو ایک انذاری نشان تھا مگر ایک ایسا انذاری نشان جس نے ایک طرف تو ایک قوم کی صف لپیٹ دی۔ دوسری طرف آنے والی سب قوموں کا باپ نوحؑ کو بنا دیا اور دور دراز تک بہت وسیع علاقوں میں حضرت نوحؑ کے فیض کو جاری فرمایا یہاں تک کہ چین میں بھی حضرت نوحؑ کی طرح کے ایک بزرگ کا ذکر ملتا ہے جسے خدا تعالیٰ نے سیلاب کا نشان دیا تھا اور ہندوستان میں بھی ایسے ایک سیلاب کا ذکر ملتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انذار جتنا بڑا ہو اس کے ساتھ تبشیر بھی اتنی ہی بڑی وابستہ ہوا کرتی ہے۔

آج میں نے کیوں یہ مضمون چھیڑا ہے جب کہ میں نے بیان کیا کہ میرا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ اس لئے کہ آج کی خبروں میں ہندوستان میں رونما ہونے والے بعض واقعات جب صبح میں نے دیکھے تو معاً میری توجہ اس پہلو پر گئی کہ یہ ایک بہت بڑا انذاری نشان ہے جو مسلمانوں کو ہوش دلانے کے لئے اور اپنے اعمال کو درست کرنے کے لئے دکھایا جا رہا ہے۔ ہندوستان میں ایک پارٹی جس کا نام بھارتیہ جنتا پارٹی ہے، ابھی حالیہ انتخاب جو ہوئے ہیں آج صبح اخبارات میں جو ان کے نتائج میں نے دیکھے تو اس وقت میری توجہ اچانک اس طرف مبذول ہوئی کہ آج کے دن یہ بھی ایک انذاری نشان کا رنگ رکھنے والا واقعہ ہے۔ کبھی بھی بھارت میں ایسے نہیں ہوا تھا کہ تشدد پرست، یعنی لوگوں کی نظر میں تشدد پرست اور اپنے آپ کو وہ کہتے ہیں تشدد سے پاک ہیں، ایک خالصتاً مذہبی جماعت جو ہندو مت کے نام پر ابھری ہو اسے اکیلی کو باقی سب جماعتوں پر اکیلے اکیلے اگر مقابلہ کیا جائے تو اکثریت حاصل ہو گئی ہے۔ یعنی ہندو جنتا پارٹی کو بحیثیت پارٹی ہندوستان میں سب سے زیادہ ووٹ ملے ہیں۔ اور کانگرس بھی پیچھے رہ گئی ہے اور نیشنل پارٹی بھی پیچھے رہ گئی ہے اور آزاد ممبران اور متفرق چھوٹی چھوٹی پارٹیاں بھی پیچھے رہ گئی ہیں۔

یہ ایک بہت اہم واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور اس کے اثرات ہندوستان تک محدود نہیں رہیں گے۔ لازماً اس کا اثر گرد و پیش کے ممالک پر بھی پڑے گا اور خصوصیت سے پاکستان اور کشمیر پر یہ بات اثر انداز ہوگی۔ اور کچھ تعلقات کے دائرے بدلیں گے، کچھ ایسے واقعات رونما ہوں گے جن کے نتیجہ میں ہو سکتا ہے دونوں طرف اللہ تعالیٰ عقل و فہم عطا کرے اور اپنے مذہبی جنون کو مناسب حد اعتدال تک لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ وہ پہلو ہیں جو انذار کے اندر سے تبشیر کے نکل سکتے ہیں۔ مگر کیا ہوتا ہے؟ یہ اللہ بہتر جانتا ہے۔ جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا ان حالات پر بھی بعینہٖ اسی طرح اطلاق ہو رہا ہے جیسے دوسرے مضمون پر ہو رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "عالم الغیب والشَھادۃ الکبیر المتَعال" وہی ایک خدا ہے جو عالم الغیب بھی ہے اور عالم الشھادہ بھی ہے۔ وہ اس کو بھی جانتا ہے جو غیب میں ہے لیکن اس کو بھی جانتا ہے جو سامنے ہے۔ اور ہم اس کو بھی نہیں جانتے جو ہمارے سامنے ہے۔ جو نتائج ظاہر ہوئے ہیں ان کو پڑھنے والے سیاسی پنڈت بڑے بڑے مضامین لکھیں گے۔ لیکن امر واقعہ ہے کہ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ اس کے کیا اثرات رونما ہوں گے۔ لیکن اگر یہ استنباط درست ہے کہ FRIDAY THE 10TH کے ساتھ اس کا تعلق ہے تو میں جماعت کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی اثرات رونما ہوں گے جماعت احمدیہ کے حق میں بہتر ثابت ہوں گے۔ اور جو ابتلا آئے گا ہمارا فرض ہے کہ اس ابتلا میں اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے خصوصیت سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انکو عقل اور فہم عطا کرے اور اگر اس میں کوئی ان کے لئے آزمائش ہے تو اس آزمائش سے سربلندی کے ساتھ گزرنے کی توفیق بخشے۔

"الکبیر المتعال" کوئی بھی ایسی چیز نہیں ہے جو ظاہر ہو یا مخفی ہو جو خدا تعالیٰ کے کبر پر منفی رنگ میں اثر انداز ہو سکتی ہو۔ اس کے متعال ہونے پر منفی رنگ میں اثر انداز ہو سکتی ہو۔ ہر قسم کے حالات، ہر قسم کے انقلابات میں سے خدا کبیر اور اکبر کے طور پر ہی ابھرے گا اور اس کی سربلندی پر کوئی منفی اثر نہیں پڑ سکتا۔ وہ رفعتوں والا ہے وہ متعال ہے وہ رفعتوں والا ہی رہے گا اور متعال رہے گا۔ پس وہ جو اپنا تعلق ایسے خدا سے جوڑ لیں جیسا کہ ہم بھی جوڑے بیٹھے ہیں یعنی جو کچھ بھی ہے ہمارا خدا ہی ہے۔ اس کے سوا دنیا کی نہ کوئی طاقت ہمیں سہارا دینے والی ہے، نہ کسی طاقت کے سہارے کی ہم پرواہ کرتے ہیں۔ تو اس لئے ہمارے لئے تو ایک دوہری یقین دہانی ہے کہ کیسے بھی انقلاب برپا ہوں بالآخر وہ انقلاب ہمارے خدا کے غلبے پر ہی منتج ہوں گے اور ہم بھی اس غلبے سے خدا کی وجہ سے فیض پائیں گے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "سواء منکم من اسر القولَ و من جَھَرَ بہ"۔ اب یہ دونوں طرف پاکستان کی طرف سے بھی اور ہندوستان کی طرف سے بھی ایک "اسر القول" کا مضمون ظاہر ہوگا اور ایک "جھر القول" کا مضمون بھی ظاہر ہوگا۔ "اسر القول" کا مطلب ہے وہ اپنی بات کو بتائیں گے،

اونچی کر کے سنا کر جتلائیں گے اور دونوں طرف سے یہ دعوے ہوں گے کہ ہم تو صداقت پر قائم ہیں، ہم تو انصاف کے قائل ہیں، ہماری طرف کسی قسم کی بدنیتی منسوب نہیں کی جاسکتی۔ اور اس پارٹی نے ابھی سے یہ اعلان کرنے شروع کردیئے ہیں کہ لوگ خواہ مخواہ ہمیں بدنام کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ یہ مذہبی انتہا پسند جماعت ہے اس لئے مسلمانوں پر ظلم ہوں گے، اس لئے ہم اور بھی خونی انقلاب برپا کریں گے، کہتے ہیں بالکل غلط ہے۔ آپ دیکھنا کہ کانگرس سے بھی بڑھ کر ہم انصاف پسند ثابت ہوں گے۔ حالانکہ کل تک ان کے اعلانات یہ تھے کہ ہندوستان میں صرف ہندو کی جگہ ہے، مسلمان کی کوئی جگہ نہیں۔ وہ باہر سے آکر آباد ہونے والی قوم ہیں ان کو اپنے گھر واپس چلے جانا چاہیئے۔ یا رہنا ہے تو ہمارے سامنے گردنیں جھکا کر رہنا ہوگا، مجال نہیں کہ کوئی ہمارے سامنے گردن اٹھا کے یہاں پھرے۔ تو ویسا ہی اعلان ہے جیسا پاکستان میں جماعت احمدیہ کے متعلق پہلے کیا جاچکا ہے۔

"چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے"

مذہب کے نام پر ظلم اول تو بہت بڑی جہالت ہے مگر چونکہ خدا کے نام پر کیا جاتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کبھی ایسے لوگوں کو بے سزا نہیں چھوڑا کرتا۔

وہی رسم جو یہاں جاری تھی وہ ہندوستان میں بھی اب جاری کی جارہی ہے۔ مگر احمدی بطور خاص نشانہ نہیں، تمام مسلمان اس کا نشانہ بنائے جائیں گے۔ یہ ان کا "اسرالقول" ہے۔ یعنی "اسرالقول" سے تعلق رکھنے والی بات ہے۔ "اسر" تو ماضی کا صیغہ ہے، مطلب ہے جس نے اپنے قول کو چھپایا مگر آیت میں چونکہ "اسر" کا لفظ آیا ہے اس لئے میں اس کے اشارے سے آپ کو سمجھا رہا ہوں "سواء منکم من اسرالقول و من جھر بہ" تم میں سے جو بھی خواہ بات کو چھپائے خواہ اسے ظاہر کرے "سواء منکم" خدا کے نزدیک سب برابر ہیں۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ کہہ کیا رہے ہو، اندر سے کیا نیتیں ہیں۔ تو دیکھیں اس عنوان کو بدلنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ اسی کے تابع یہ مضمون بھی بڑی وضاحت کے ساتھ اور قطعی رشتوں کے ساتھ بیان کیا جاسکتا ہے اور کیا جارہا ہے۔

جو انقلاب برپا ہو رہا ہے اس میں دعاوی تو کچھ وہ تھے جو پہلے تھے، فتح سے پہلے، وہ تو یہ تھے کہ ہم ہندوستان سے اسلام کا نام مٹادیں گے۔ مسلمان اگر ہماری تہذیب اختیار کرکے، ہمارے رنگ اختیار کرکے اپنی گردنیں ہمارے سامنے جھکا کر رہے گا تو رہے گا ورنہ اسے اس ملک سے باہر نکال دیا جائے گا۔ اور ہندو مذہب کے اوپر عمل ہوگا۔ اس بات میں اہل فکر و نظر کے لئے ایک بہت بڑی نصیحت ہے اور بہت بڑا عبرت کا سامان ہے۔ کیونکہ میرے نزدیک اس انتہا پرستی کا ذمہ دار پاکستان کا ملاں ہے۔ اگر پاکستان کا ملاں نہ ہوتا تو ناممکن تھا کہ ہندوستان میں مذہبی جاہلیت اس زور کے ساتھ سر اٹھاتی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۵۳ء کے فسادات کی تحقیق کے دوران اس وقت جو تحقیقی کمیشن کے دو بڑے منصف تھے جن کا تعلق پاکستان کی سپریم کورٹ سے تھا یعنی جسٹس منیر اور جسٹس کیانی، یہ دونوں بہت بلند عالمی شہرت کے مالک اور ایسے جج تھے جن کے متعلق تمام دنیا میں ان کی قانون دانی ہی کو قدر کی نگاہ سے نہیں دیکھا گیا بلکہ ان کی ذات کی عظمت، ان کی شرافت، ان کی بلند اقدار کی بھی ہمیشہ عزت کی گئی ہے۔ کبھی ان کے اوپر کوئی طعن کا داغ آپ لگتا ہوا نہیں دیکھیں گے۔ بڑے صاحب فراست تھے اور عدلیہ کے مضمون کو خوب سمجھتے تھے۔ انہوں نے جو ۱۹۵۳ء کے فسادات کی تحقیق کا مطالعہ کیا تو یہ سمجھ گئے کہ ملاں بہت بڑے فساد کی طرف ہمیں ہی نہیں بلکہ ہندوستان کو بھی لے جارہا ہے۔ چنانچہ معین طور پر ہر مولوی سے یہ سوال کیا گیا کہ دیکھو تم کہتے ہو اسلام کی بالا دستی کے نام پر تمہیں حق ہے کہ شریعت کو جیسا تم سمجھو، خواہ اس شریعت کو قبول کرنے والا اس سے اختلاف بھی رکھتا ہو اور قرآن ہی کے حوالے سے شریعت کو کچھ اور سمجھتا ہو، مگر تمہیں حق ہے کہ تم جیسا شریعت کو خود سمجھتے ہو دوسرے پر اسی شریعت کو ٹھونسو خواہ وہ انصاف کے تقاضوں کے خلاف بات ہو۔ انہوں نے کہا ہاں بالکل ہمیں حق حاصل ہے۔ ایک نے بھی نہیں کہا کہ نہیں ہمیں حق حاصل نہیں۔ ہر ایک کی شریعت کا تصور مختلف تھا۔ ہر ایک نے یہ اقرار کیا اور بڑے زور اور فخر کے ساتھ سر بلند کرکے کہا ہاں ہمیں اختیار ہے ہم شریعت کو زیادہ سمجھتے ہیں اور جو سمجھتے ہیں خدا کے نام پر اسے جاری کرنے کا ہمیں حق ہے اور یہ ہمارا دستوری اور جمہوری حق ہے، صرف مذہبی حق نہیں۔

اس کے جواب میں ہمیشہ ان سے یہ سوال کیا گیا کہ اگر یہ جمہوری اور بنیادی حق ہے، محض اسلام سے اس کا تعلق نہیں تو کیا آپ ہندوستان کے ہندوؤں کو یہ حق دیں گے کہ وہ اپنے مذہب میں خصوصیت سے منوسمرتی کے حوالے سے وہ قوانین مسلمانوں پر جاری کریں جو ہر غیر ہندو پر جاری کرنے کا ان کا مذہبی حق ہے۔ اور ان تمام بنیادی حقوق سے مسلمانوں کو محروم کردیں جو ہندو مذہب کی انتہا پسند کتابیں مسلمانوں کو دینے پر آمادہ نہیں ہیں یا کسی غیر ہندو کو دینے پر آمادہ نہیں ہیں۔ ہر مسلمان مولوی کا یہ جواب تھا "ہاں یہ حق حاصل ہے"۔ اس پر انہوں نے کہا کہ تمہیں کوئی خدا کا خوف نہیں ہے، ذرا بھی حس نہیں کہ کروڑوں مسلمان تم ہندوستان میں پیچھے چھوڑ کے آئے ہو۔ یہاں تم ایسا ظالمانہ مؤقف اختیار کروگے تو کل ان پر کیا بنے گی۔ ان کے خون کی ہولی کھیلی جائے گی اور تم ذمہ دار ہوگے کیونکہ تم نے جو اپنی ٹیڑھی سوچ کو شریعت کے نام پر پاکستان میں نافذ کرنے کی کوشش کی ہے یہی کوشش کل ان پر ایک مذہبی جنون طاری کردے گی اور تمہیں جو مذہبی آزادی کا تصور ہے کہ تم آزاد ہو اور ہر دوسرا غلام ہو یہی مذہبی آزادی کا تصور لے کر ہندو اٹھیں گے اور ہندوؤں کے سوا ہر دوسرا شہری ہندوستان کا ان کا غلام ہو جائے گا۔ اور ایسے ظلم کئے جائیں گے جو تمہاری شریعت میں تصور بھی نہیں کئے جاسکتے۔ مودودی صاحب نے، مجھے اچھی طرح یاد ہے، یہ جواب دیا ہاں میں خوب سمجھتا ہوں اور اس کے باوجود میں اس مؤقف پر قائم ہوں۔ بے شک کریں ان کا حق ہے۔ ہمارا بھی ایک حق ہے، ان کا بھی حق ہے۔

یہ باتیں ہیں جو ۱۹۵۳ء میں دانشور، چوٹی کے عدلیہ کو سمجھنے والے وہ جسٹس، وہ جج جن کا مرتبہ تمام ہندوستان میں مانا گیا انہوں نے اس وقت محسوس کرلیا تھا کہ یہ انتہا پسند ملاں صرف پاکستان ہی کو نہیں پورے ہندوستان کو کس سمت میں لے جارہے ہیں اور آخر اس کا انجام کیا ہوگا۔ تو آج دسویں تاریخ کو جمعہ کو جو یہ اعلان ہو رہے ہیں یہ لازماً کوئی گہرا پیغام لے کر آئے ہیں۔ ان کو معمولی سمجھ کر ایک اتفاقی ہونے والا الیکشن سمجھ کر نظرانداز نہیں کیا جاسکتا۔ جب میں نے یہ خبریں پڑھیں تو سارا پس منظر میری آنکھوں کے سامنے آگیا جس سے میں واقف تھا کہ اس طرح مولوی کی سازش سے اسلام کے نام پر ظلم کئے جانے تھے اور ان مظالم کی بازگشت کی صدا لازماً ہندوستان سے آنی تھی اور اس کے ذمہ دار یہ لوگ ہیں۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے چوٹی کے ججوں نے اس زمانے میں اس بات کو بھانپ لیا اور گویا ایک پیشگوئی کردی کہ تم ایسا کروگے تو پھر اس کے لئے تیار رہو۔

آج وہ دن چڑھا ہے جس میں ہندوستان کے مسلمانوں کو یہ ظلم کا دور دیکھنے کی بدنصیبی بھی نصیب ہوئی ہے۔ پہلے ہی ہندوستان کے مسلمانوں پر بہت ظلم ہوتے رہے ہیں، ابھی بھی ہو رہے ہیں۔ لیکن جب یہ ظلم مذہب کے نام پر قانون بن کر کئے جائیں تو بظاہر انفرادی طور پر بھیانک نہ بھی دکھائی دیں قوموں کی روح کچلی جاتی ہے۔ ایک بڑے وسیع پیمانے پر قوم قتل کی جاتی ہے۔ اب یہ جو قومی قتل ہے یہ انفرادی قتل اور انفرادی ظلم سے بہت زیادہ سنگین بات ہے۔ ہندوستان میں مسلمان پہلے ہی اپنے حقوق کی جنگ لڑنے کی کوشش کر رہا ہے۔ لیکن جب ان کی تمام تہذیبی اقدار کو یکسر پامال کردیا جائے گا اور اس قانونی حق سے محروم کردیا جائے گا کہ اسلام ایک مذہب ہے جسے اختیار کرنے کی جیسا کہ مسلمان سمجھتے ہیں ان کو اجازت نہیں۔ تو پھر جو بھیانک نقشہ نمودار ہوگا اس کا آپ اس وقت تصور بھی نہیں کرسکتے۔ احمدی اس دور سے گزرے ہیں۔ احمدی جانتے ہیں کہ پھر ایسے دلوں پر کیا گزرتی ہے جن کے بنیادی مذہبی حقوق ان سے چھین لئے جائیں اس نام پر کہ ہم جو مذہب کا مطلب سمجھتے ہیں ہمیں حق ہے کہ اس کے مطابق عمل کریں۔ تم جو مذہب کا مطلب سمجھتے ہو تمہیں حق نہیں ہے کہ اس کے مطابق عمل کرو کیونکہ تم ایک اقلیت ہو۔

بالکل یہی دلیل ہے سو فیصد، جس کے نتیجے میں اس پارٹی نے بعض دوسری باتوں سے تو توبہ کی ہے مگر اس بات سے توبہ نہیں کی اور فتح کے بعد بھی قائم ہے اس بات پہ۔ اور الیکشن میں قوم سے یہ وعدہ کیا تھا کہ مسلمانوں کو جو حقوق اپنے مذہب پر عملدرآمد کے دیئے گئے تھے ہم وہ سارے حقوق واپس لے لیں گے۔ کیونکہ ایک ملک میں دو مذہبی حکومتیں جاری نہیں ہو سکتیں۔ تو یہ تو ابھی آغاز ہے آگے آگے دیکھئے کہ ہوتا کیا ہے۔ پس بہت ہی تاریخ ساز دور میں ہم داخل ہوئے ہیں جو تاریخ ساز بھی ہے اور جس کا آغاز بہت ہی بھیانک ہے اور بہت ہی دل پر ایک لرزہ طاری کرنے والا آغاز ہے۔ لیکن جن کی آنکھیں ہیں وہ دیکھیں گے جن کی آنکھیں نہیں ہیں وہ اندھے مارے جائیں گے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کو اب بھی یہ ضرورت ہے کہ اپنے حالات پر نظر ثانی کرے۔ مذہب کے نام پر ظلم اول تو بہت بڑی جہالت ہے مگر چونکہ خدا کے نام پر کیا جاتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ کبھی ایسے لوگوں کو بے سزا نہیں چھوڑا کرتا۔ لمبے عرصے تک ایسی قوموں کو سزائیں ملتی ہیں اور وہ ان سزاؤں میں پیسے جاتے ہیں۔

یورپ کی تاریخ میں سپین کا تجربہ ہمارے سامنے ہے۔ سپین میں عیسائیت کے نام پر اور عیسائیت کی سربلندی کے نام پر پہلے مسلمانوں پر ظلم کئے، پھر یہود پر ظلم کئے، پھر عیسائیت کے دوسرے فرقوں پر ظلم کئے۔ اور اس دن کے بعد سے یہ عظیم ملک جو پہلے بہت عظیم تھا ایسا تاریکی میں ڈوبا ہے کہ آج بھی یورپ کا سب سے پیچھے رہ جانے والا ملک ہے۔ یہ سوال اٹھتے رہے ہیں، دانشور اس پر گفتگو کرتے رہے ہیں کہ آخر کیا وجہ ہے کہ سپین کی قسمت میں ایک بدنصیبی گویا لکھ دی گئی ہے۔ سارا یورپ ترقی کر رہا ہے اور یہ سب سے پیچھے رہ گیا ہے۔ اور یہی نہیں بلکہ سپینش اثر جہاں جہاں پہنچے ہیں ان سب کو ہی یہ ملک لے ڈوبا ہے۔ LATIN AMERICA جس کو کہتے ہیں وہ دراصل سپینش امریکہ ہے۔ یعنی سپین کے نفوذ والا وہ جنوبی امریکہ جس پر شروع سے ہی سپین کا تسلط رہا اور اب بھی وہاں سپینش طرز فکر کی حکومت ہے۔ اور معدنیاتی ذرائع کا جہاں تک تعلق ہے وہ اللہ تعالیٰ نے جنوبی امریکہ کو شمالی امریکہ سے کم عطا نہیں فرمائے۔ بہت ہی غیر معمولی طور پر زرخیز بھی ہے اور معدنیاتی دولتیں بھی اس کو عطا فرمائی گئی ہیں لیکن دنیا کے غریب ترین ممالک میں شمار ہوتا ہے۔ اس پہلو سے کہ جتنا قرضہ سارے جنوبی امریکہ نے عالمی بینک اور دوسرے اداروں کا دینا ہے اگر ان کی ساری زمینیں بھی بک جائیں تو وہ قرض ادا نہیں ہو سکتا۔ اس کی RE-SERVICING میں ان کی ساری دولت خرچ ہو رہی ہے یعنی جو DEBT RE-SERVICING کہلاتی ہے، قرضہ اتارنے کے لئے توفیق نہیں ہوتی بالآخر سود دینے کی بھی توفیق نہیں رہتی۔ جنوبی امریکہ کی

بیدار مغزی تبلیغ یا جہاد کا ایک ایسا لازمی جزو ہے جس کو ہم نے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دور میں ہمیشہ صف اول میں پایا (خلیفۃ المسیح الرابع)

حکومتیں وہ قرضے کا سود اتارنے میں ہی اس وقت مصروف ہیں اور ان کو اصل زر اتارنے کی توفیق ہی کوئی نہیں، نہ ہو سکتی ہے، نہ کوئی نظر آتی ہے۔ لوگ جو دانشور اس سوال پر غور کرتے ہیں اپنی کتابوں میں لکھ چکے ہیں کہ بنیادی وجہ اس کی یہ ہے کہ سپین نے اس دور میں جو مظالم کئے تھے خصوصیت سے وہ مسلمانوں کے مظالم کو تو نظرانداز کر دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں یہود پر جو مظالم کئے تھے وہ ان کو بہت مہنگے پڑے ہیں۔ لیکن ظلم خواہ یہود پر ہو یا ہنود پر ہو یا مسلمانوں پر ہو ظلم، ظلم ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ وہ ظالم کو ضرور اس کے ظلم کی سزا دیتا ہے، جلد پکڑتا ہے یا بدیر پکڑتا ہے پکڑتا ضرور ہے۔ پس یہ جو تاریخی جرائم ہیں ان کا جرائم کا دور بھی لمبا ہوا کرتا ہے اور پکڑ کا دور بھی بعض دفعہ بہت دیر میں آتا ہے۔ بعض دفعہ قومیں ان واقعات کو بھول بھی جاتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نہیں بھولتا۔

"قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار"

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جو اعلان ہے یہ قرآنی صداقتوں پر مبنی ہے۔

> **انقلاب جو بھی رونما ہوں گے ضرور ہے کہ دکھوں سے ہم گزریں اور ابتلاؤں میں گھیرے جائیں مگر جماعت احمدیہ کا جہاں تک تعلق ہے ہمارا خدا کبیر بھی ہے اور متعال بھی ہے اور انجامکار ہمارے لئے ہرگز نہ مایوسی ہے، نہ ناکامی ہے۔**

پس جب تم نے ایک ظلم کا دور خدا کے نام پر ظلم شروع کیا اور خدا کے ان بندوں کو جن کو سب سے زیادہ اسلام سے محبت تھی سب سے زیادہ عشاق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم تھے اسلام کے دشمن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی گستاخی کرنے والوں کے طور پر مجرم بنا بنا کر عدالتوں میں پیش کیا تو کیسے تم خدا کی پکڑ سے اور اس کے غیظ سے بچ سکتے ہو۔ یہ قانون بن گیا ہے۔ انفرادی طور پر تو احمدیت کو عادت ہے ہمیشہ ہی مظالم دیکھتی رہی ہے اور کبھی کسی جگہ کوئی شکایت نہیں ہوئی۔ ہم جانتے ہیں کہ مذاہب کی تاریخ میں انفرادی طور پر مذہبی جماعتوں کو مظالم کا نشانہ بنایا جاتا ہے، قربانیاں دینی پڑتی ہیں۔ شروع سے ہی ہم دیتے آئے ہیں۔ مگر جب حکومت قانون سازی کے ذریعے ظلم شروع کرتی ہے تو پھر قوموں کے قبضہ اختیار میں یہ بات نہیں رہتی۔ اس وقت ان کی قوم کی زندگی اور سلامتی پر حملہ ہوتا ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جو فرعون کے حوالے سے قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے اور کسی اور حوالے سے اس طرح بیان نہیں۔ فرمایا۔ فرعون نے قانون سازی کر کے بنی اسرائیل کو ہمیشہ کے لئے زندگی کے حقوق سے محروم کرنے کی کوشش کی تھی اور قانون سازی کے ذریعے ان کی قومی صلاحیتوں کو کچل کے رکھ دیا تھا۔ ان کے مردوں کو عورتیں بنا دیا تھا یعنی وہ مردانہ صفات جو مقابلہ کی طاقتیں ہیں ان کو کچل کے رکھ دیا، ان کے اندر کوئی دم خم باقی نہیں رہنے دیا۔ یہی وہ کوشش تھی جس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور موسیٰؑ کی کامیاب جد و جہد کے بعد باآلآخر الٰہی تقدیر سے فرعونیت ناکام ہوئی ہے، نہ کہ انسانی تدبیر سے۔ حضرت موسیٰؑ اور آپ کے ماننے والوں میں تو کوئی طاقت نہیں تھی۔

پس اللہ تعالیٰ نے پاکستان میں جماعت کو جو سرخروئی عطا فرمائی ہے۔ بڑی کامیابی اور ہمت کے ساتھ ان حملوں کو پسپا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، ان قوانین کو نامراد رکھنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ تمام تر حکومت کی کوششوں اور سخت مظالم کے باوجود احمدیت کا نام مٹانے کی۔ بجائے احمدیت کو پاکستان میں پہلے سے زیادہ پیوستہ کر گئے ہیں۔ یہ وہ توفیقات ہیں جو خدا کی طرف سے اترا کرتی ہیں۔ بندوں کے بس کی بات نہیں ہے۔ ورنہ دنیاوی تاریخ میں تو جب بھی ممالک نے قانون سازی کے ذریعے بعض قوموں کو کچلنے کی کوشش کی ہمیشہ کچل دیا۔ نازی جرمنی کے سامنے ان یہود کی کیا حیثیت تھی جو ہٹلر کی قانون سازی سے پہلے تمام جرمنی پر ایک غیر معمولی طاقت اور رعب رکھتے تھے۔ تمام جرمنی کی اقتصادیات ان کے قبضے میں تھیں۔ تمام جرمنی کی سیاست سے وہ کھیل رہے تھے اور لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہود کی آئندہ تاریخ جرمنی سے وابستہ ہو چکی ہے۔ جرمنی کے ذریعے یہ تمام دنیا پر قبضہ کریں گے۔ لیکن جب ایک حکومت اٹھی ہے اور قانون سازی کی ہے تو دیکھیں کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ ساری طاقتیں انکی ٹوٹ گئیں۔ سائنس پر قبضہ تھا تو سائنس دانوں کو نکال کر باہر پھینکا اور کوئی پرواہ نہیں کی۔ آرٹ پر قبضہ تھا، میوزک پر قبضہ تھا، تصویر کشی، بت بنانے پر بھی انہی کا قبضہ تھا۔ اور بتوں کی تصویریں کھینچنے پر بھی انہی کا قبضہ تھا۔ وہ جو فائن آرٹس کہا جاتا ہے اس پر بھی یہی قوم قابض تھی۔ فلسفے پر یہ قوم قابض تھی۔ سیاست پر یہ قوم قابض تھی۔ تمام تعلیمی اداروں پر ان کا قبضہ تھا۔ تمام PROFESSIONS پر ان کا قبضہ تھا۔ ڈاکٹر بھی یہی چوٹی کے تھے۔ سرجن بھی یہی چوٹی کے تھے۔ سائنسدان بھی یہی تھے اور اقتصادیات کے ماہرین بھی یہی اور اقتصادی دولتوں پر قابض بھی یہی تھے۔ لیکن دیکھیں حکومت کے سامنے کچھ پیش نہیں گئی۔ تو قانون سازی ایک بہت بڑی طاقت ہے۔ اور جب قانون سازی کے ذریعے کسی قوم پر مظالم کئے جائیں تو پھر اس کا کوئی جواب اس قوم کے پاس نہیں رہتا سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو اور وہ ان کی حمایت میں کھڑا ہو جائے۔

پس ہندوستان میں اب یہ ہوا ہے۔ ایک ایسی حکومت کے آنے کا احتمال پیدا ہو گیا ہے جو حکومت قانون سازی کے ذریعے مسلمانوں کا عرصہ حیات تنگ کرنے پر تلی بیٹھی ہے۔ وہ قانون سازی کے ذریعے اسلام کے سارے تاریخی نشان مٹا دینے کا تہیہ کر کے آ رہی ہے۔ وہاں وہ سابقہ باتیں جو کسی زمانے میں بعض مسلمان بادشاہوں کی یادگاریں تھیں ابھی بھی ان کو نظرانداز کر کے فضائی پولوشن (Polution) کا نشانہ بننے دیا گیا ہے ان کے حلیے بگاڑ دیئے گئے ہیں۔ مگر یہ اتفاقی باتیں ہیں۔

جو میں دیکھ رہا ہوں آگے آنے والی باتیں اگر بی۔جے۔پی کو حکومت نصیب ہو گئی جو ابھی تک تو لٹکا ہوا معاملہ ہے یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا، تو پھر دیکھیں کہ وہاں کس تیزی سے کیسے گہرے اور دیرپا اثر کرنے والے واقعات رونما ہوں گے۔ اور اس پہلو سے مسلمانوں کو ہر جگہ اپنے کردار، اپنے اعمال، اپنے نظریات پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔ مذہب کے نام پر کسی دوسرے انسان کا حق سلب کرنے کی دنیا کا کوئی مذہب اجازت نہیں دے سکتا۔ اگر دیتا ہے تو جھوٹا ہے۔ تو اسلام کو جھوٹے مذاہب کی صف میں کیوں لا کھڑا کیا ہے۔ اسلام تو انصاف کا ایسا علمبردار ہے کہ دنیا کی کسی مذہبی الٰہی کتاب میں انصاف کی حمایت میں ایسے عظیم الشان احکام موجود نہیں ہیں، ایسی واضح تعلیمات موجود نہیں ہیں جیسی قرآن کریم میں ہیں۔ مذہبی حکومت، مذہبی حکومت کا شور ڈالا ہوا ہے ان مولویوں نے اور قرآن کریم پڑھ کے دیکھیں وہاں کسی مذہبی حکومت کا ذکر ہی نہیں ملتا۔ صرف ایک مذہبی حکومت کا تصور ہے اس کے سوا سارے قرآن میں دوسری مذہبی حکومت کا کوئی تصور نہیں۔ "و اذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل" اے مسلمانو تمہارے لئے ایک ہی قانون ہے حکومت کا اس کے سوا اور کوئی نہیں۔ اگر تم حکومت میں آ جاؤ اگر حکومت کی باگ ڈور تمہارے سپرد کی جائے "ان تحکموا بالعدل"۔ عدل سے حکومت کرنا ہوگی۔ عدل کے تقاضوں کو چھوڑ نہیں سکتے۔ اب عدل تو توازن کو کہتے ہیں۔ عدل کے تصور کے ساتھ یہ تصور اکٹھا بیک وقت زندہ رہ ہی نہیں سکتا کہ عدل کے تقاضے ایک مذہب والے کو زیادہ سیاسی یا اقتصادی حقوق دیں اور دوسرے مذہب والے کو کم سیاسی یا اقتصادی حقوق دیں۔ CIVIL RIGHTS تو تمام شہریوں کا برابر کا حق ہے۔ اور عدل اور CIVIL RIGHTS یعنی شہری حقوق میں تفریق بیک وقت یہ دو چیزیں رہ ہی نہیں سکتیں۔ تو ایسے جاہل لوگ ہیں جو اس وقت ہمارے مذہب کی سیاست پر قابض ہیں کہ خدا کے نام پر ناانصافی کی تعلیم دیتے ہیں اور کہتے ہیں اسلام کی یہ تعلیم ہے، اسلام مسلمانوں کو حق دیتا ہے کہ اپنے لئے جتنے حقوق چاہے اسلام کے نام پر لے اور دوسرے کو جتنے حقوق سے چاہے محروم کرے مگر ہو اسلام کے نام پر، دنیا کے نام پر نہیں۔ یہ تو ناجائز بات ہے۔ خدا کے نام پر جتنے مظالم کرنے ہیں کر لو، جب وہ کھلی چھٹی دیتا ہے تو تمہیں کیا تکلیف ہے۔ قتل و غارت کرو، خون بہاؤ، گھر لوٹو، لوگوں کو اپنے وطن سے بے وطن کرو، جیلوں میں ٹھونسو، جھوٹے مقدمات بناؤ مگر دیکھو یاد رکھنا خدا کے مقدس نام پر بنانا ورنہ خطرناک بات ہے۔ تو اس تقدس کی حفاظت جس قوم کو نصیب ہو جائے جس کا تصور ہی تقدس سے خالی ہے تو ایسی جاہلانہ مذہبی حکومت ظاہر ہوتی ہے جس کے ساتھ ملک کا تمام امن و امان اٹھ جاتا ہے اور ملک کی گلی گلی سے ناانصافی کے واویلوں کی آوازیں سنائی دیں گی۔ یہ کر بیٹھے ہو اپنے ملک میں۔ اور تمہاری بدبختی ابھی تمہیں دکھائی نہیں دے رہی۔ یہ کچھ کر بیٹھے ہو یہاں اور اب اگلے ملک میں کروانے کے انتظام کروا رہے ہو۔ تم ذمہ دار ہو اور خدا کے حضور تم ذمہ دار ہو، تم نے خدا کے نام پر اور اسلام کے نام پر سب سے زیادہ اسلام پر، خدا پر ظلم کئے اور اس کے بندوں پر ظلم کئے۔ اب یہی طریق کار مظالم کے تمہاری ہمسایہ قوم نے سیکھ لئے ہیں جو تعداد میں تم سے زیادہ ہے اور وہاں ابھی بھی اتنی تعداد میں مسلمان موجود ہیں کہ تقریباً پاکستان کی آبادی کے برابر ہندوستان کے مسلمانوں کی تعداد ہے۔

تمہیں تو کچھ نصیب ہوگا یا نہیں اور میں جانتا ہوں کہ کچھ نصیب نہیں ہوگا مگر ان کے نصیب مارے گئے جو تمہارے ہم مذہب، اسی خدا کو ماننے والے، اسی رسول کے عشاق تو ضرور ہیں خواہ عشق کے تقاضے پورے کریں یا نہ کریں جس خدا کو تم مانتے ہو جس رسول کے عشق کا تم دم بھرتے ہو۔ ان کے ساتھ اگر کوئی ظلم ہوا تو تم ذمہ دار ہو۔ اور اس ذمہ داری میں مرنے کے بعد تو جو ہوگا وہ تو اللہ جانتا ہے کہ تم سے کیا سلوک ہوگا مگر تاریخ بھی تمہیں کبھی معاف نہیں کرے گی۔ ہمیشہ اگر ہندوستان پر لعنتیں ڈالی گئیں تو ہندوستان سے گزر کر تم پر پڑیں گی کہ تم وہ بدبخت لوگ ہو جنہوں نے ان مظالم کا آغاز کیا تھا۔ اس لئے کوئی معمولی واقعہ نہیں ہے جو آج ہوا ہے۔ یہ ایک بہت ہی خطرناک آئندہ رونما ہونے والی تبدیلیوں کا آغاز ہے۔ ایسی تبدیلیاں ہیں جن کی داغ بیل رکھی جا چکی ہے۔ اور اس وقت اس صورت حال میں جماعت احمدیہ پر سب سے زیادہ یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ محض اپنی برتری دکھانے کے لئے کہ دیکھو

طالب دعا :— محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER
LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19-A. JAWAHAR LAL NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081.

خدا نے ہمیں سچا کر دکھایا ہرگز کمینگی کا مظاہرہ نہ کریں۔ ہماری قدر مشترک ہے۔ اسلام کی تہذیب، اسلام کے تمدن، اسلام کی طرز زندگی پر حملہ ہونے والا ہے۔ یہاں کسی مسلمان یا کسی مولوی کی بات نہیں ہو رہی۔ وہ حملہ ہے جو مجھے دکھائی دے رہا ہے اور اس میں جماعت احمدیہ کو قربانیوں کی صف میں آگے بڑھنا ہوگا۔ ہر قیمت پر اس کے خلاف آواز بلند کرنی ہوگی، اپنے ملک میں بھی اور اس دوسرے ملک میں بھی۔ دونوں جگہ اگر کوئی عقل اور نصیحت کی بات کے ذریعے انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہے۔ اس لئے کہ سچی جماعت ہے۔ اس لئے کہ اخلاص کے ساتھ بات کرتی ہے۔ انصاف کے ساتھ بات کرتی ہے۔ اور اخلاص اور انصاف میں اگر آغاز میں طاقت نہ بھی ہو تو اس کی ذات میں یہ طاقت ہے کہ وہ بڑھتا جاتا ہے۔ اس کی ذات میں غلبے کی طاقت موجود ہے۔

سوائے بربادی کے مذہبی انتہا پسندوں نے کبھی دنیا کو کچھ نہیں دیا۔

پس اس پہلو سے جماعت احمدیہ کو سب سے پہلے دعاؤں کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور پھر یہ یقین ہمیشہ اپنے دل میں قائم رکھنا چاہئے کہ انقلاب جو بھی رونما ہونگے ضرور ہے کہ دکھوں سے ہم گزریں اور ابتلاؤں میں گھیرے جائیں۔ مگر جماعت احمدیہ کا جہاں تک تعلق ہے ہمارا خدا کبیر بھی ہے اور متعال بھی ہے اور انجام کار ہمارے لئے ہرگز نہ مایوسی ہے، نہ ناکامی ہے۔ مگر رستوں کی تکلیفیں تو بہرحال رستے میں آئیں گی۔ سربلندیوں کے دعوے کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم چڑھائیاں چڑھو اور تمہیں کوئی تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ چڑھائیوں کے اپنے کچھ آزار ہوا کرتے ہیں ان آزار میں سے تو گزرنا پڑتا ہے۔ پس اس پہلو سے دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھیں اور نصیحت کے ذریعے قوم کو دکھانا شروع کریں کہ کیا ہو رہا ہے۔

ہندوستان کے احمدیوں کا فرض ہے کہ تمام سیاسی سطح پر خواہ وہ مقامی ہو یا وہ ملکی ہو، ضلعی ہو یا صوبائی ہو، ہر سطح پر دانش وروں سے ملاقاتیں کریں، ان کو بتائیں کہ کیا کیا ظلم ہونے والے ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان کے جو اقتصادی حالات ہیں وہ اس قسم کے ظالمانہ دور کو برداشت ہی نہیں کرسکتے۔ سب کچھ مٹ جائے گا۔ نہ ہندو کو فتح ہوگی نہ مسلمان کو ہوگی۔ سوائے بربادی کے مذہبی انتہاء پسندی نے کبھی بھی دنیا کو کچھ نہیں دیا۔ ان کو سمجھائیں کہ پاکستان سے نصیحت پکڑو عبرت حاصل کرو دیکھتے نہیں دہاں کیا ہوا ہے اور کس حال میں قوم پہنچ گئی ہے۔ بھائی بھائی سے الگ ہوگیا، گھر گھر ڈاکے پڑنے لگے۔ نہ عورت کی عزت محفوظ، نہ بچیوں کی عزت محفوظ، نہ بیٹوں کی، نہ باپوں کی، گلی گلی ظلم کے ناچ ہونے لگے اور کسی گھر میں کوئی امن باقی نہیں رہا۔ پولیس کی وردیوں میں ڈاکو نکلتے ہیں اور جو پولیس کی وردیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی ڈاکوؤں سے کم نہیں ان کا بس چلے تو سب کچھ لوٹ لیتے ہیں۔ ایسی خوفناک صورتحال ہے اخلاقی لحاظ سے کہ جو رپورٹیں بھی مجھے ملی ہیں قتل کے مقدمات کے تعلق میں وہ کہتے ہیں کہیں قتل ہو سہی پھر دیکھو تھانے داروں کی کیسی چاندی ہوتی ہے۔ سارا جو عملہ ہے تھانے کا اس میں ایک سنسنی سی ہو جاتی ہے گویا عید کی خبر آئی ہے۔ اور پھر وہ دونوں فریق سے زیادہ سے زیادہ لوٹنے کے لئے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی غریب اس موقع پر جہاں بے چاروں پر پہلے ہی قتل پڑ چکا ہے، اگر جھوٹا قتل پڑا ہوا ہے پولیس کی پوری خدمت نہ کریں تو پھر وہ ان پر ایسا پکا قتل کا مقدمہ باندھتے ہیں کہ معصوم گردنیں پھانسیوں کے حوالے کردی جاتی ہیں اور کسی کو کوئی حس نہیں ہے۔ یہ ایک دفعہ نہیں، دو دفعہ نہیں، سینکڑوں مرتبہ پاکستان میں ہوچکا ہے کہ پولیس کو خوش نہ کرسکے تو ایک معصوم آدمی کی گردن پھانسی کے حوالے کردی گئی۔ اور جو ظالم ہے اس کو تو پیسے دینے کی عادت ہی ہے۔ اسے تو جو رشوت خور ہے بہت خوش رہتا ہے کیوں کہ جو جائیدادیں بیچ کر دیتے ہیں ان کو پتہ لگتا ہے کہ کیا تکلیف ہے رشوت دینے کی۔ جو جائدادیں غصب کرکے رشوت دیتے ہیں ان کو کیا تکلیف ہے۔ آج ایک جائداد لوٹی ہے کل پولیس کی مدد سے دوسری جائداد لوٹ لیں گے اور ان کے ہاں کمی نہیں آتی۔ سیاست میں بھی جب سیاست گندی ہو جائے یہی کچھ ہوتا ہے۔ وہ خرچ کرتے ہیں، بڑا بڑا خرچ کرتے ہیں، مگر جانتے ہیں کہ سارے خرچ ہم نے ایک دفعہ سیاست میں کامیاب ہو جائیں تو انہی لوگوں سے نکالنے ہیں۔ وہ جو انتخاب سے پہلے منتخب ہونے والے امیدواروں سے پیسے لیتے ہیں یہ تو چند دن کی بات ہوتی ہے۔ پھر عرصہ انتخاب پانچ سال ہے تو پانچ سال ان لوگوں کو منتخب کو پیسے دینے پڑتے ہیں اور کئی کئی گنا واپس کرنے پڑتے ہیں۔ ہر روز کوئی نہ کوئی کام کسی بے چارے کو نکل آتا ہے، کبھی پٹواری سے نکل آیا، کبھی تھانے دار سے نکل آیا، کبھی افسر مال سے نکل آیا، کبھی ڈپٹی کمشنر سے اور اس منتخب امیدوار کے گھر کے دروازے کھٹکتے ہیں اور ہر خدمت کی قیمت ہوتی ہے اور قیمت کے بغیر خدمت لی ہی نہیں جا سکتی۔ تو جہاں اقتدار کو دولت کا ذریعہ بنا لیا جائے، جہاں اقتدار کو ظلم کا ذریعہ بنا لیا جائے ایسے ملک میں امن کیسے ہو سکتا ہے اور اسلام وہاں کیسے گھس سکتا ہے۔ اسلام تو ایسے ملک میں جھانکتا تک نہیں اور نام اسلام کا لے رہے ہیں۔

اگر یہ نصیحتیں نہیں سننی، اگر ان پر عمل نہیں کرنا جو میں تمہیں دکھا رہا ہوں، تم جانتے ہو کہ سچ ہے، ایک ایک لفظ سچ ہے۔ اگر یہ دیکھنے کے باوجود اپنے اخلاق میں اور اپنے اعمال میں تبدیلی نہیں کرنی تو خدا کے واسطے خدا کا نام لینا تو چھوڑ دو۔ جھک مارنی ہے تو کسی اور نام پر مارو اسلام کے نام پر نہ مارو۔ محمدؐ رسول اللہ کے نام پر ظلم نہ کرو۔ یہ سب سے بڑا ظلم ہے جو میں نے کہا تھا کہ رسول پر بھی کر رہے ہیں اور خدا پر بھی کر رہے ہیں اور اس کی سزا ضرور ملے گی۔ کس طرح ملے گی اللہ بہتر جانتا ہے۔ کچھ تو مل رہی ہے وہی اتنی زیادہ ہے کہ جو جاتے ہیں وہ پر پھڑپھڑاتے ہوئے پاکستان سے نکلتے ہیں۔ کہتے ہیں ہم نے جو دیکھا تھا کچھ اور تھا یہ تو کچھ اور ہی بن چکا ہے۔ نہایت ہی بھیانک نقشے لے کر آتے ہیں جو ہمیں بتاتے ہیں اور تعجب ہوتا ہے کہ یہ قوم پھر کس طرح زندہ ہے۔ غربت کا حال یہ ہے کہ دن بدن دولت جو ہے چند نہیں بلکہ چند سو یا چند ہزار خاندانوں میں اکٹھی ہو رہی ہے۔ اور جو سڑکوں پر چلنے والا غریب ہے اس کا کوئی حال نہیں۔ کوئی پرسان حال نہیں۔ قیمتیں بڑھ رہی ہیں۔ اور غریب کو تو قیمتوں کے خلاف احتجاج کرنے کی بھی طاقت نہیں ہے۔ اگر طاقت ہے تو ان کو جن کے پاس اپنی غربت کو دور کرنے کے لئے دوسرے ذرائع بڑی کثرت سے موجود ہیں۔

یہ عجیب واقعہ ہوا ہے ابھی کہ پاکستان کے کلرکوں نے احتجاج کیا اور سڑکوں پر نکل آئے اور بھوک کے خلاف احتجاج تھا اس لئے قمیصیں اتار کر باہر نکلے اور آپ حیران ہوں گے دیکھ کر اتنے موٹے موٹے پیٹ ہیں ان تصویروں میں کہ آدمی دنگ رہ جاتا ہے۔ بھوک کے خلاف ایسا احتجاج کبھی انسانی تاریخ میں نہیں کیا گیا ہوگا۔ بڑے بڑے موٹے پیٹ والے کلرک سڑکوں پہ نکلے ہوئے ہیں، پیٹ سے کپڑے اٹھائے ہوئے کہ دیکھو جی ہم بھوکے۔ وہ بھوکے نہیں بھوکا بنانے والے لوگ ہیں۔ ہر کام جو کرتے ہیں غریب کا پیسے لے کر کرتے ہیں۔ پیٹ کے کپڑے تو ان غریبوں کو اٹھانے چاہئیں جن کو گھروں سے نکلنے کی طاقت نہیں ہے۔ وہ گولیوں کا نشانہ بنائے جائیں تو کوئی ان کا حامی و ناصر نہیں، کوئی ان کے ظلموں کا حساب لینے والا نہیں ہے یعنی ان پر ظلم کرنے والوں کا حساب لینے والا نہیں ہے۔ یہ ملک اس حال کو پہنچا ہوا ہے اوپر سے لڑائی کی تیاریاں۔ اوپر سے ہندوستان میں آنے والے مذہب کے نام پر نئے انقلابات۔ اور مذہبی شریعت جو ان کی ہے اس کے تصور سے بھی آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ اگر اس شریعت پر صحیح عمل کروایا جائے تو اگر کہیں کوئی پنڈت وید پڑھ رہا ہو اور کوئی مسلمان شودر پاس سے گزرے کیوں کہ ہر غیر مذہب والا پھر شودر ہے اس سے زیادہ اس کی کوئی حیثیت نہیں اور اس کے کان میں اس وید کی آواز آ جائے تو ویدک وفاداروں کا فرض ہے کہ پگھلا ہوا سیسہ اس کے کان میں ڈالیں کہ تم بدبخت ہوتے کون ہو اس مقدس کلام کو سن کر اس کو ناپاک کرنے والے۔ یہ آپ سمجھتے ہیں کہ ہندو گیتا اور ویدک تعلیم ہے تو یہ بھی ظلم ہے۔ یہ ویدک تعلیم حقیقت میں نہیں ہے۔ یہ پنڈت کی تعلیم ہے جو ہندو ملاں ہے۔ اور اس نے ویدوں پر پہلے ظلم کیا اور پھر بنی نوع انسان پر ظلم کیا اور یہ جو ویدک تعلیم ہے یہ تو پاکستان میں بھی مل رہی ہے۔

کوئی احمدی کلمہ لاالہ الا اللہ پڑھ دے تو کہتے ہیں اس کی زبان نوچ لو اس نے کلمے کو ناپاک کردیا ہے۔ کسی کے گھر سے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھی ہوئی نکلے تو اس کو جیلوں میں ٹھونسو اور جوتیاں مارتے ہوئے تھانوں میں لے کے جاؤ کہ اس کے گھر سے "بسم اللہ" دریافت ہوئی ہے۔ یہ بدبخت ہوتا کون ہے "بسم اللہ" کو اپنے گھر میں رکھ کر اس کو ناپاک کرنے والا۔ تو یہ ویدک تعلیم بھی خدا کی تعلیم نہیں تھی، نہ ویدک میں تھی۔ یہ تعلیم جو میں بیان کر رہا ہوں پاکستان کی یہ کب قرآن اور سنت میں ہے۔ اس لئے جیسا ظلم اپنے تاریک زمانوں میں وید کے پجاریوں نے اپنے مذہب پر کیا تھا وہ قرآن کے ماننے والے خود اپنے دین پر آج کل ہی کر رہے ہیں اور کر چکے ہیں۔ تو اگر مقابلہ ہوگا تو دو جہالتوں کا بڑا سخت مقابلہ ہوگا۔ اسلام بھی یہاں سے اپنے، جس طرح کہتے ہیں بوریا بستر لپیٹ کر اٹھ کھڑا ہوگا اور ویدک دھرم بھی ہندوستان سے نکل جائے گا۔ کیونکہ نہ وہاں وید کے نام پر جنگ ہو رہی ہوگی، نہ قرآن کے نام پر جنگ ہوگی۔ ملائیت یعنی مسلمان ملائیت، ہندو ملائیت سے ٹکرائے گی اور بہت ہی بھیانک مناظر ابھریں گے اور ان مظالم کا شکار تمام اعلیٰ انسانی اقدار ہو جائیں گی۔ مظلوم مارے جائیں گے اور ظالم، مظلوم پر پھبتیاں اڑاتے پھریں گے۔

پس ایسے ملک میں جہاں خدا کے نام پر مظالم ہوں، ایسے ملک میں جہاں رام کے نام پر مظالم ہوں، جہاں برہمو کے نام پر مظالم ہوں وہاں تو نہ خدا، نہ رام، نہ برہمو، کوئی بھی نہیں ملتا۔ سب ان ملکوں سے نکل چکے ہوتے ہیں تب یہ توفیق ہوتی ہے۔ ان کا حال تو ویسا ہی ہوچکا ہے جیسے کہتے ہیں کہ ایک ایسے چرچ میں جو سفید فاموں کا چرچ تھا ایک کوئی بڈھا سیاہ فام عیسائی اندر داخل ہوگیا۔ جب لوگوں کو پتہ چلا کہ یہ سیاہ فام ہوکر سفید فام لوگوں کے چرچ میں آگیا ہے تو انہوں نے مار کے دھکے دے کر باہر نکال دیا۔ انہوں نے کہا تمہاری یہاں کوئی جگہ نہیں ہے۔ عیسائیت جو بھی تھی وہ محبت ضرور رکھتا تھا عیسائیت سے۔ وہ باہر نکل کر ساری رات اس چرچ کی سیڑھیوں پر روتا رہا کہ اے یسوع! میں تو تیری محبت اور پیار میں یہاں آیا تھا۔ مجھے اس چرچ سے دھکے دے کے نکال دیا گیا ہے۔ اس کو اسی حالت میں اونگھ آگئی اور رؤیا میں حضرت یسوع دکھائی دیئے۔ اس نے کہا تجھے کیا ہوگیا ہے کیوں رو رہا ہے۔ اس نے جب بتایا۔ اس نے کہا دیکھو میں تو دو ہزار سال ہوگئے ہیں ایسے چرچوں میں میں نے گھس کر بھی نہیں دیکھا۔ تمہیں تو آج دیس نکالا ملا ہے چرچ سے، مجھے دو ہزار سال سے دیس نکالا ملا ہوا ہے۔ اگر میں روؤں تو میری بقیہ ساری عمر روتے روتے کٹ جائے گی۔ تم میرے ساتھ ہو خوش نصیب ہو۔ پس ایسے ملکوں میں جہاں اسلام کے نام پر ظلم ہوں یا ہندو مت کے نام پر ظلم ہوں یا عیسائیت کے نام پر ظلم ہوں اگر کوئی نہیں ہوتا تو خدا نہیں ہوتا باقی سب چیزیں پھر چلتی ہیں اور پنپتی ہیں۔

دعا کریں کہ اللہ ان کو ہوش دے ان کو عقل اور ہوش کے ناخن دے مگر وہ ناخن لوگوں کو چھیلنے والے نہ ہوں۔ ظلم کے ناخن نہ ہوں۔ اللہ ان کو عقل دے، ایسی عقل نہ دے جو گھاس چرتی ہے۔ ایسی عقل دے جو جانوروں کو انسان بنانے والی عقل ہوا کرتی ہے نہ کہ انسانوں کو جانور بنانے والی۔ پس دعائیں سب سے بڑی طاقت ہیں۔ اپنی دعاؤں کو ان مقاصد کے لئے استعمال کرو اور نصیحت کو ان مقاصد کے لئے استعمال کرو۔ اپنے گرد و پیش درد کے ساتھ، دل کی گہرائی کے ساتھ، ان حق کی آوازوں کو بلند کرو اور پھر انتظار کرو۔ میں تمہیں ایک یقین ضرور دلاتا ہوں اور آج تک کبھی میرا یہ یقین متزلزل نہ ہوا ہے، نہ مرتے دم تک ہوگا کہ تم ضرور سرفراز ہوگے۔ تمہاری قسمت میں ناکامی کا خمیر نہیں ہے۔ تم خدا کے عاجز بندے ہو۔ کبیر اور متعال کے بندے ہو اسی کے بندے بنے رہو تو کبھی دنیا کے انقلابات تم پر کوئی منفی اثر پیدا نہیں کرسکیں گے۔ اللہ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

شہادتِ عظمیٰ امام معصوم حضرت حسین رضی اللہ عنہ

مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب پربھاکر درویش قادیان۔

نوٹ :۔ بعض وجوہ کی بناء پر یہ مضمون بر وقت شائع نہیں کیا جاسکا تاہم جب بھی پڑھا جائے باعث ازدیاد ایمان ہے۔ (ادارہ)

سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسنؓ کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپؓ مدینہ منورہ میں ۴ ہجری کو پیدا ہوئے۔ ددھیال کے علاوہ آپؓ نے اپنے نانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمہات المؤمنینؓ کی گودیوں میں پرورش پائی۔ اہلِ بیت ہونے کے ناطے آپؓ نے نورِ نبوت اور اسرار و رموز دینیہ سے وافر حصہ پایا تھا۔

امیر معاویہ :۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ خلیفۂ چہارم کے دورِ خلافت میں حضرت امیر معاویہ گورنر شام نے اپنے حق میں وہاں کے لوگوں سے خلافت کی بیعت لی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بعد ۴۱ ہجری میں آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسنؓ سے چند شرائط پر صلح کرکے ان سے بیعت خلافت لے لی۔ حضرت امام حسنؓ نے ۵۰ھ میں وفات پائی۔

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنی زندگی میں ہی اپنے بیٹے یزید کو اپنے بعد ریاست کیلئے اپنا جانشین نامزد کر دیا تھا اور لوگوں سے یزید کے ہاتھ پر بیعت کروائی۔ ایسا کرنا امیر معاویہ کی ایک بہت بڑی غلطی تھی کیونکہ اس کے نتیجہ میں خلافت کی بجائے ملوکیت یا شخصی حکومت کو جنم لینے کا راستہ مل گیا۔ دوسرے یہ کہ امیر معاویہ کو ایسا کرنے کا نہ تو حق تھا نہ ہی اختیار۔ امیر معاویہؓ کسی مرحلہ پر بھی خلیفہ نہیں چنے گئے تھے۔ نہ ہی نامزد کئے گئے تھے تیسرے یہ کہ یزید بالطبع دنیا کا کیڑا تھا، جس کے دل میں اللہ اور رسول کی محبت کچھ بھی نہ تھی۔ اور نہ ہی احکامِ الٰہی کی عظمت کا کچھ احساس تھا۔ مقدسوں اور پاکوں کا خون کرنا اس کی نگاہ میں سہل اور آسان امر تھا۔

یزید :۔ وفات ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ مطابق ۱۰ نومبر ۶۸۳ء۔ ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید باقاعدہ بزعم خویش تختِ خلافت پر متمکن ہوا۔ اس نے اپنی حدود کے دائرہ میں جن چار اشخاص حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ۔ حضرت عبد اللہؓ بن زبیر۔ حضرت عبد الرحمان بن ابوبکرؓ نے بیعت سے انکار کیا تھا۔ ان سے بذریعہ گورنر مدینہ جبراً بیعت لینی چاہی۔ ان چاروں اصحاب کے انکار پر یزید نے انہیں قابل گردن زدنی گردانا اور خاص طور پر اہل بیتِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر حالت میں اپنی بادشاہت (خلافت) کے راستہ سے ہٹانے کے لئے منصوبہ بند ہو گیا۔ ایسے ماحول میں امام معصوم حضرت حسینؓ نے ۶۰ھ میں مدینہ سے مکہ ہجرت کر جانے کا قصد فرمایا۔ (جلاء العیون ص ۴۲۶ مصنفہ فاضل اجل ملا محمد باقر مجلسی۔ ایران)

اسی زمانہ میں اہلِ کوفہ نے حضرت امام حسینؓ کو بارہ ہزار خطوط لکھے کہ "آپؓ بہت جلد اپنے دوستوں اور ہواخواہوں کے پاس تشریف لائیے ہم سب اہلِ کوفہ آپ کی بیعت کرنے کے لئے بیتاب ہیں۔" (جلاء العیون ص ۴۳۱)

امام حسینؓ کی کوفہ کو روانگی :۔ حالات کے پیشِ نظر حضرت امام حسینؓ نے کوفہ تشریف لے جانے کے خیال سے پہلے اپنے پھوپھی زاد بھائی امام مسلم بن عقیل کو کوفہ بھیجا۔ کوفہ کے اسی ہزار شیعہ حضرات نے حضرت امام مسلم کے ہاتھ پر حضرت امام حسینؓ کے نام کی بیعت کی۔" (ناسخ التواریخ جلد ۶ کتاب ۲ ص ۱۳۳ روایت بو مخنث)۔

اس روشن اُمید پر حضرت امام مسلم نے حضرت امام حسینؓ کو کوفہ تشریف لانے کیلئے مکتوب لکھا۔ جسے پاکر حضرت امام معصوم کوفہ کیلئے روانہ ہوئے۔ حضرت امام مسلم کے کوفہ جانے اور اہلِ کوفہ کے جوق در جوق حضرت امام حسینؓ کی بیعت کرنے اور حضرت امام معصوم کے قافلہ کے کوفہ کی طرف روانہ ہونے کی اطلاعات پر یزید نے کوفہ کے گورنر نعمان بن بشیر کو موقوف کر دیا اور اس کی جگہ عبید اللہ بن زیاد کو کوفہ کا نیا گورنر مقرر کیا۔ جس نے حضرت امام مسلم بن عقیل کو بمعہ دو بچوں کے شہید کروا دیا۔

حضرت امام مسلم نے اپنی شہادت سے پہلے حضرت امام حسینؓ کو کوفہ تشریف نہ لانے اور اپنے قافلہ واہلِ بیت سمیت واپس لوٹ جانے کا خط لکھا۔ مگر یہ خط ملنے تک آپؓ کئی منزلیں طے کر چکے تھے۔ (ناسخ التواریخ جلد ۶ کتاب ۲ ص ۱۴۲)

حضرت امام حسینؓ کو ثعلبہ کے مقام پر حضرت امام مسلم کے شہید ہونے اور کوفہ کے نئے ظالم ترین حکمرانوں کے تقرر کی اطلاع ملی تو آپؓ نے اپنے اصحاب کو جمع کرکے فرمایا :۔

"ہمارے شیعوں نے ہماری نصرت سے ہاتھ اُٹھا لیا ہے...... پس جو جانا چاہے وہ جا سکتا ہے۔" اس پر آپ کے ساتھی منتشر ہو گئے اور آپ کے ساتھ صرف ۳۲ سوار اور چالیس پیادے گویا ایک چھوٹی سی جماعت رہ گئی۔" (جلاء العیون ص ۵۱۲ ترجمہ و مطبوعہ لکھنؤ)

یزید کے سفاک اور ظالم ترین گورنر عبید اللہ بن زیاد نے حضرت امام حسینؓ کے مقابلہ کے لئے حر بن یزید المتیمی کی سرداری میں دو ہزار اور ابن سعد کی سپہ سالاری میں چار ہزار یزیدی افواج بھیجیں۔ ان افواج نے دریائے فرات کے پانی پر قبضہ کر لیا۔ اور حضرت امام حسینؓ کو کربلا کے لق و دق صحرا میں ۲ محرم بروز جمعرات ۶۱ھ کو روک لیا۔ پانی نہ ملنے کے باعث جانور اور آدمی اور بیمار شیر خوار بچے تڑپنے لگے۔

کربلا کے ریگستان میں اس سارے فریب کا علم ہونے پر حضرت امام حسینؓ نے تین باتیں پیش کیں۔

(۱):۔ مجھے واپس جانے دیا جائے (۲):۔ یزید کے پاس بھیج دیا جائے۔ (۳):۔ جہاں چاہوں چلا جاؤں۔

مگر سنگدل ابن زیاد نے ان تینوں باتوں میں سے کوئی نہ مانی۔" (ناسخ التواریخ ص ۱۷۵)

اس سفاکی کا صاف مطلب یہ تھا کہ آپؓ یزید لعین کو اپنا پیشوا مان کر اس کی بیعت کر لیں یا پھر زندگی سے ہاتھ دھو لیں۔ تاکہ ان دونوں صورتوں میں یزید کی شخصی حکومت پائیدار ہو سکے اور خلافت کی جگہ ملوکیت قائم ہو سکے۔

یزید کی افواج نے دریائے فرات کا پانی ہمراہیانِ حضرت امام حسینؓ کے لئے کلیتہً بند کر دیا اور اس زمانے کے جنگی قوانین کو پس پشت ڈال دیا۔ حضرت امام حسینؓ کے قافلہ پر روزانہ رُک رُک کر حملے کئے جاتے تھے جن کی وجہ سے حضرت امام معصومؓ کے ساتھی لگاتار بھوک و پیاس کی شدت سے لڑتے لڑتے ایک ایک کرکے شہید ہوتے گئے۔

شہادت :۔ ۱۰ محرم ۶۱ھ بروز جمعہ وہ قیامت صغریٰ برپا ہوئی جس کے باعث سارا عالمِ اسلام سینہ فگار و سوگوار ہے۔ حضرت امام حسینؓ کو جنگ میں تینتیس زخم نیزوں کے اور چالیس گھاؤ تلواروں کے لگے۔ آپؓ کا سرِ مبارک تنِ اطہر سے جدا کیا گیا اور نیزے پر بلند کرکے بمعہ اسیرانِ کربلا یزید کے پایۂ تخت دمشق میں پہنچایا گیا۔

خلافت و ملوکیت :۔ حضرت امام حسینؓ کی شہادت عظمیٰ اسلام کے سنہرے، ارفع و اعلیٰ اصول کی مضبوطی کیلئے پہلی بنیادی اکائی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلام ساری تخلیقات کا اصلی اور حقیقی مالک خداوند تعالیٰ کی ذات کو قرار دیتا ہے۔ اور حکمران طبقہ کو تمام اموال اور پیداوار کا امین و محافظ گارڈین ٹھہراتا ہے ملک اس کی ملکیت نہیں بلکہ وہ لوگوں کی امانت ہے۔ جو اس کے پاس ہے۔ (النساء آیت ۵۹)

لیکن یزید کا منشاء یہ تھا کہ اسلام میں اصولِ ملوکیت کو تسلیم کیا جائے۔ یعنی مَلک ہی مالک المُلک ہے۔ مگر ملوکیت مانع حُریت ہے۔ اور فقدانِ حُریت کا دوسرا نام ماسوا اللہ کی غلامی ہے۔ اور غلامی ماسوا اللہ منافیٔ توحید ہے۔ لہٰذا اس اصول ملوکیت کو تسلیم کرنے سے عقیدۂ توحید فنا ہو جاتا ہے۔ حالانکہ عقیدۂ توحید اسلام کا لُبِ لباب ہے۔

اس اُصول کو تسلیم نہ کرنے پر یزید نے حضرت امام حسینؓ سے جبراً بیعت لینی چاہی۔ حضرت امام معصوم نے اپنی شہادت دے کر اسلام کے بنیادی اصول کو ہمیشہ ہمیش کے لئے زندہ رکھا کہ سلطنت و دولت کا حقیقی اور اصلی مالک خداوند تعالیٰ ہے۔ ملکیت میں کوئی اُس کا شریک نہیں۔ خدا کے بندے اس ملکیت کے امین (آلِ عمران آیت ۲۷) ہیں۔ اور موحد مردِ مؤمن ماسوا اللہ کی غلامی اختیار کرنے کے بدلے میں اس کے نام پر اپنی شہادت دینا مقدم سمجھتا ہے۔ پس حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم الشان شہادت دو نظریات اور دو اصولوں میں مابہ الامتیاز کے ظاہر کرے اور اسلام میں اسلامی نظریہ کی بنیاد مضبوط کرنے کے لئے وقوع میں آئی تھی۔ اس لئے طبعاً حضرت امام معصومؓ کی شہادت اسلام میں درجاتِ شہادت میں سب سے اوّل درجہ پر ہے۔

یزید کا درجہ :۔ تمام انسان فطرتِ صحیحہ پر پیدا کئے گئے ہیں۔ کوئی انسان اپنی ذات میں بُرا نہیں۔ وہ اپنے نیک و بد اعمال کی وجہ سے نیک و بد بنتا ہے ؎

"یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے"

یزید کا درجہ ابن یزید کی نگاہ میں :۔ یزید کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا معاویہ تخت نشین ہوا۔ لوگوں سے بیعت لینے کے بعد وہ اپنے گھر سے چالیس دن تک باہر نہیں نکلا۔ ایک دن باہر آیا۔ منبر پر لوگوں سے کہنے لگا :۔

"اے لوگو! یہ اچھی طرح سمجھ لو کہ مَیں اس منصب (خلافت) کا اہل ہرگز نہیں ہوں اور مَیں یہ بھی کہہ دینا چاہتا ہوں کہ میرا باپ (یزید) اور میرا دادا (امیر معاویہ) بھی اس منصب کے اہل نہیں تھے۔ میرا باپ حسینؓ سے درجہ میں بہت کم تھا۔ اور اُس کا باپ (امیر معاویہ) حسن و حُسین کے باپ (حضرت علیؓ) سے بہت کم درجہ رکھتا تھا۔" (تاریخ الخمیس جلد ۲ ص ۳۳۵)

(۱) مولانا احمد شاہ نورانی (پاکستانی) کا ایک انٹرویو ہفتہ وار اخبار "شیر پنجاب" ۱۱ جنوری ۱۹۸۶ء دہلی

دہلی میں شائع ہوا ہے وہ فرماتے ہیں:

"میں سمجھتا ہوں کہ صدر ضیاء الحق اور یزید میں فرق نہیں ہے۔ اس لئے کہ یزید بھی زبردستی مسلط ہوا تھا اور جنرل ضیاء بھی زبردستی مسلط ہوئے ہیں وہ پہلی صدی کی یزیدیت تھی اور یہ چودھویں صدی کی یزیدیت ہے"

(شیر پنجاب نئی دہلی ۱۱ر جنوری ۱۹۸۶ء)

iii یزید جماعت احمدیہ کی نظر میں:۔

حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا۔ اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں نصیب تھیں۔ دنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔"

(تبلیغ الحق صـ۲۰۱ ۸ر اکتوبر ۱۹۰۵ء فتویٰ احمدیہ حصہ دوئم صـ۴۲)

"دمشق پایۂ تخت یزید ہو چکا ہے اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزار ہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے ۔۔۔ اس زمانہ میں لخت جگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح کی طرح کمال درجہ کے جور و جفا کی راہ سے دمشق اشقیا کے محاصرہ میں آ کر قتل کئے گئے (ازالہ اوہام حصہ اوّل ایڈیشن اوّل صفحہ ۶۸، ۶۹)

مقام حسینؓ اور جماعت احمدیہ

بانئ سلسلہ احمدیہ حضرت امام مہدی علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلا شبہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالےٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے ۔۔۔ اور اس امام کا تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتدا کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی، تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوبصورت انسان کا نقش۔

۔۔۔ یہ امر نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے۔ کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے

(تبلیغ الحق صـ۲۰۱ ۸ر اکتوبر ۱۹۰۵ء)

مخصوص تعریف:۔ ایک مقام پر نہایت عقیدت کے ساتھ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

"میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان امام حسینؓ جیسے راستباز پر بدزبانی کر کے ایک منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکتا اور وعید مَنْ عَادَ لِیْ وَلِیًّا دست بدست اسکو پکڑ لیتا ہے

(اعجاز احمدی صـ۳۸ نومبر ۱۹۰۱ء)

قاتلان حسینؓ کا انجام: جیسا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کوئی بھی حضرت امام حسینؓ کے خلاف بدزبانی کر کے زندہ نہیں رہ سکتا۔

حضور اس کی یہ وجہ بیان فرماتے ہیں کہ:

جو شخص حسین یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔

(تبلیغ الحق صـ۲۰۱)

پس جو کوئی اللہ تعالےٰ کے مقرب نیک و پارسا لوگوں کی جان کے درپے ہو یا ان پر زبان طعن و تشنیع دراز کرے اور خداوند غالب و قہار کی دشمنی مول لے وہ خدائی انتقام سے بچ نہیں سکتا کیونکہ وہ روحانی موت مر چکا

حضرت امام معصوم حسینؓ کو شہید کرنے والوں کا انجام دیکھئے قاتلان حسینؓ نے تلوار سے اس معصوم کی زندگی امر بنا دی ان پر عالم اسلام کی طرف سے بے حد سلام اور درود ہوں مگر آپ کے قاتلوں نے قیامت تک کے لئے اپنے لئے لعنت کا طوق پہن لیا۔ اور وہ گنتی کے سالوں میں تلوار کے ذریعہ ہی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ چنانچہ تاریخوں میں ہے کہ:۔

"اسی زمانہ ۱۳ر ربیع الاوّل ۶۹ھ (مطابق ۸ر اپریل ۶۸۵ء) میں مختار نے بمقام کوفہ قاتلان حسینؓ پر چڑھائی کی اور بہت جلد ان پر فتح پائی۔ شمر، ابن سعد، خولی اور دیگر قاتلان حسین کے سر کاٹ کر امام زین العابدین کی خدمت میں بھیجے۔ چند ماہ بعد عبید اللہ بن زیاد بھی ایک لڑائی میں ابراہیم بن مالک آشتر کے ہاتھوں مارا گیا اور چھ سال کے اندر اندر وہ تمام لوگ جو معرکہ کربلا میں حسین اور انصار حسین سے لڑے تھے قتل ہو گئے"۔

(الباقر صـ۱ از سید ایم۔ اے شاہد۔ مراد برقی پریس پیرس)

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے ایسے ناہنجار لوگوں کے لئے صداقت سے لبریز کتنا سچ فرمایا ہے:۔

"کرمک پروانہ را چوں موت می آید فراز
می فتند بر شمع سوزاں از راہ شوخی و ناز"

* * * *

"عمومی تعلیم میں واقفین (نو) بچوں کی بنیاد وسیع کرنے کی خاطر جو ٹائپ سیکھ سکتے ہیں ان کو ٹائپ سکھانا چاہئے۔ اکاؤنٹس رکھنے کی تربیت دینی چاہئے"۔

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ)

درخواست دعا

عزیز سید رضوان الحق ابن مکرم سید عبد القیوم صاحب آف بھبنیشور ۲۹ر کو دھنباد بہار میں سڑک پار کرتے ہوئے ٹریکر سے ٹکرا گئے اور شدید چوٹیں آئیں۔ عزیز کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے۔

(سید نصیر الدین احمد قادیان)

شانِ اسلام

منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہُدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضُحیٰ یہی ہے
مجھ کو قسم خدا کی جس نے ہمیں بنایا
اب آسماں کے نیچے دینِ خدا یہی ہے
وہ دلستاں نہاں ہے کس رہ سے اُس کو دیکھیں
ان مشکلوں کا یارو مشکل کشا یہی ہے
باطن سیہ ہیں جن کے اس دیں سے ہیں وہ منکر
پر اے اندھیرے والو دل کا دیا یہی ہے
دُنیا کی سب دُکانیں ہیں ہم نے دیکھیں بھالیں
آخر ہوا یہ ثابت دارُالشفا یہی ہے
سب خشک ہو گئے ہیں جتنے تھے باغ پہلے
ہر طرف میں نے دیکھا بُستاں ہرا یہی ہے
دُنیا میں اس کا ثانی کوئی نہیں ہے شربت
پی لو تم اس کو یارو! آبِ بقا یہی ہے

(منقول از "قادیان کے آریہ اور ہم" ۲۸ ستمبر ۱۹۰۷ء)

ارشاد نبوی

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ

(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)

(منجانب)

رکن جماعت احمدیہ بمبئی

STAR☆ CHAPPALS
PH :- 543105
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105 / 661, OPP, BLOCK NO - 7 FAHIMABAD COLONY, KANPUR - 1 - PIN 208001

BODY GROW GYM SANTOSH NAGAR
ARROW GYM CHANDRAN GUTTA
تندرستی ہزار نعمت ہے
چیف کوچ۔ محمد عبد السلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدر آباد
وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسرسائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں
M . A SALEEM (BODY BUILDER)
H . NO. 18 - 2- 888/10/71. NIMRA COLONY
FALAKNUMA POST - 500253
HYDERABAD (A . P) 041-219036
INDIA

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر۔ حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون۔ 649_04524

NEVER BEFORE
GUARANTEED PRODUCT
THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SOLIGHT
NTR
Soniky
HAWAI
A TREAT FOR YOUR FEET
NEW INDIA RUBBER WORKS (P)LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD
CALCUTTA - 15

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اندر اطلاع دیں۔
(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیت ۱۵۰۰۱ میں شفقت پروین زوجہ مکرم حافظ مظہر احمد صاحب طاہر قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۱/۹۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میری کل جائداد منقولہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔ غیر منقولہ جائداد اس وقت کوئی نہیں ہے اس وقت میرے شوہر کی مبلغ -/۲۰۳۴ روپیہ ماہوار آمد ہے اس وقت چونکہ میری کوئی باقاعدہ آمد نہیں ہے لہذا اپنے رہن سہن کے معیار کے مطابق مبلغ -/۳۰۰ روپے ماہوار پر چندہ حصہ آمد ادا کرتی رہوں گی انشاء اللہ۔ تفصیل جائداد یہ ہے۔

۱۔ حق مہر بذمہ شوہر -/۱۰۰۰۰ روپے ۲ ایک عدد چین مع لاکٹ طلائی وزنی ۱۱ گرام ۷۰۰ ملی گرام قیمت پانچ ہزار پانچ صد پچاس روپے ۳۔ ایک عدد ہار طلائی وزن ۱۴ گرام ۷۲۰ ملی گرام قیمت مبلغ -/۶۴۷۵ روپے ۴۔ ایک جوڑی کانٹے طلائی وزن ۵ گرام ۱۰۰ ملی گرام قیمت مبلغ -/۲۲۰۰ روپے ۵۔ ایک کانٹا طلائی (جوڑی) وزن ۵ گرام ۹۰۰ ملی گرام قیمت مبلغ -/۲۳۰۰ روپے ۶۔ دو عدد کڑے طلائی وزن ۱۸ گرام ۵۰ ملی گرام قیمت مبلغ ۸۵۲۵ روپے ۷۔ ایک عدد انگوٹھی الیس اللہ بکاف عبدہ طلائی وزن ۳ گرام ۹۸ ملی گرام قیمت مبلغ -/۱۷۰۵ روپے ۸۔ ایک عدد انگوٹھی طلائی وزن ۳ گرام ۸۴۰ ملی گرام قیمت مبلغ -/۱۳۱۳ روپے ۹۔ دو کڑے طلائی وزن ۲ گرام ۱۹۰ ملی گرام قیمت مبلغ -/۱۰۲۲ روپے ۱۰۔ چاندی کا سیٹ قیمت اندازاً -/۳۵۰ روپے ۱۱۔ ایک جوڑی پازیب نقرئی قیمت اندازاً -/۱۳۰ روپے

میری یہ وصیت تاریخ منظوری وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد — الامتہ — گواہ شد
جمیل احمد ناصر — شفقت پروین — مظہر احمد طاہر

وصیت ۱۵۰۰۴ میں امتہ السلام زوجہ مکرم سید فیروز الدین صاحب قوم رکھنیاں راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱ ۵/۹۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی۔ اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے۔ البتہ منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) حق مہر بذمہ خاوند مبلغ -/۹۰۰۰ روپیہ (۲) ایک ہار طلائی ۱۶ گرام (۳) ٹاپس ایک جوڑی ۵ گرام (۴) انگوٹھی طلائی ۵ گرام کل وزن زیور طلائی ۲۶ گرام موجودہ قیمت بحساب -/۴۵۰ روپے فی گرام مبلغ -/۱۱۷۰۰ روپے (۵) پازیب نقرئی ایک جوڑی ۵۰ گرام موجودہ قیمت -/۳۵۰ روپے میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے ماہوار -/۲۰۰ روپے بطور جیب خرچ ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کو داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی اگر اس کے بعد میں کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی
میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد — الامتہ — گواہ شد
سید فیروز الدین خاوند موصیہ — امتہ السلام — محمد یعقوب جاوید

وصیت ۱۵۰۰۵ میں انصار آئی آر ولد مکرم ایم ابراہیم کٹی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ طالب علم عمر ۱۹ سال تاریخ بیعت ۱۹۹۱ء ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ ۵/۹۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت مالک ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں اس وقت خاکسار مدرسہ احمدیہ قادیان میں پڑھتا ہے جس کے لئے خاکسار کو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے مبلغ -/۵۰۸ روپیہ ماہوار وظیفہ کے طور پر ملتا ہے خاکسار اپنے ماہوار وظیفہ کے ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہے۔
اگر اس کے بعد خاکسار کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کرے گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرے گا۔ اور اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔
میری وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد — العبد — گواہ شد
شیخ محمود احمد — انصار آئی۔ آر — بشیر احمد طاہر

وصیت ۱۵۰۰۶ میں نصرت جہاں بیگم زوجہ مکرم ریحان احمد صاحب ظفر قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴ ۱/۹۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت مع وزن درج کر دی گئی ہے۔

(۱) حق مہر بذمہ خاوند -/۵۰۰۰ روپے (۲) طلائی چوڑیاں ۶ عدد وزن ۴۹ گرام ۴۵۰ ملی گرام اس میں پیتل و تانبا ملا ہوا ہے طلائی صرف ۱۰ گرام ہے موجودہ قیمت مبلغ -/۷۸۰۰ روپیہ (۳) ہار طلائی ایک عدد وزن ۱۵ گرام ۹۱۰ ملی گرام موجودہ قیمت -/۶۰۰۰ روپے (۴) ہار طلائی ایک عدد وزن ۱۷ گرام ۶۶۰ ملی گرام قیمت -/۶۳۰۷ روپیہ (۵) انگوٹھی طلائی ایک عدد وزن ۴ گرام ۱۳۰ ملی گرام قیمت -/۱۵۶۰ روپے (۶) کانٹے طلائی ایک جوڑی وزن ۲ گرام ۸۳۰ ملی گرام قیمت -/۱۱۳۵ روپے (۷) کانٹے طلائی ایک جوڑی وزن ۵ گرام ۹۵۰ ملی گرام قیمت -/۳۵۳۰ روپیہ (۸) نقرئی زیورات ایک سیٹ وزن ۲۹ گرام ۴۰۶ ملی گرام قیمت -/۱۷۵ روپے

مذکورہ بالا منقولہ جائیداد کی وصیت بشرح ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں ہے میں ماہوار مبلغ دو صد روپیہ رہن سہن کے معیار کے مطابق پر حصہ آمد ماہوار -/۲۰ روپے چندہ ادا کرتی رہوں گی اگر اپنی زندگی میں کبھی مذکورہ بالا آمد و جائیداد کے علاوہ مزید کوئی آمد و جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتی رہوں گی۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔
میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

گواہ شد — الامتہ — گواہ شد
ریحان احمد — نصرت جہاں بیگم — محمد نعمان

وصیت ۱۵۰۰۷ میں شیخ ابراہیم ولد مکرم حسن میاں صاحب قوم شیخ پیشہ معلم وقف جدید عمر ۳۰ سال تاریخ بیعت مئی ۱۹۹۲ء ساکن کوٹار تامل ناڈو (حال قادیان) ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۹ ۱۱/۹۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کوئی نہیں ہے میرے والد صاحب ابھی احمدیت میں داخل نہیں ہیں والد صاحب کی جائیداد درج ذیل ہے۔

(۱) ایک مکان پکا ۷ مرلے پر مشتمل واقع کوٹار تامل ناڈو خاکسار کو والد صاحب کی جائیداد میں سے جب بھی حصہ ملے گا خاکسار مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو اس کی اطلاع کرے گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی

اس وقت خاکسار معلم وقف جدید بیرون کے طور پر خدمت سرانجام دے رہا ہے جس سے مجھے ماہوار مبلغ ۱۳۰۰ روپے بطور تنخواہ ملتے ہیں میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ کرتا ہوں اس کے علاوہ اپنی زندگی میں اگر کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
زین الدین حامد — شیخ ابراہیم — ملک محمد مقبول طاہر

وصیت ۱۴۹۹۲ میں ناصرہ بیگم بدر بنت مکرم محمد دین صاحب بدر درویش قادیان قوم احمدی پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱ ۲/۹۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔
میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی اس وقت میری منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کچھ نہیں ہے اگر کبھی کوئی جائیداد پیدا کروں تو اس کی بھی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ مجھے -/۲۰ روپے جیب خرچ ملتے ہیں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔
میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے میں اپنی زندگی میں جب کبھی کوئی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔

گواہ شد — الامتہ — گواہ شد
طاہر احمد بدر — ناصرہ بیگم — ملک محمد مقبول طاہر

وصیت ۱۴۹۹۳ میں رفیق احمد بہاری ولد مکرم لطیف الرحمٰن صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت صدر انجمن احمدیہ عمر ۳۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۸۵ء ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔
بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱ ۱۲/۹۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت

کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اس وقت میری غیر منقولہ جائیداد کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) زمین ساڑھے سات مرلے واقع ننگل قادیان موجودہ قیمت مبلغ ۔/۲۲۵۰۰ روپے ہے میں بہار کا رہنے والا ہوں خاندان میں اکیلا احمدی ہوں مجھے والد صاحب مرحوم کی طرف سے بھی کوئی جائیداد نہیں ملی ہے جب کبھی بھی ملے گی تو بہشتی مقبرہ کو اطلاع دوں گا۔

میں اس وقت صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت کرتا ہوں ماہوار مبلغ ۔/۱۴۰۰ روپے تنخواہ ملتی ہے میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا آئندہ جب کبھی بھی کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ملک محمد مقبول طاہر	رفیق احمد بہاری	حافظ مظہر احمد طاہر

وصیت نمبر ۱۴۹۹۴ میں منورہ سلطانہ زوجہ مکرم چوہدری منصور احمد صاحب چیمہ قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۳۲ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب

بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ $\frac{۲}{۹۵}$/۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت ہوگی اس وقت میری غیر منقولہ کوئی جائیداد نہیں۔ البتہ منقولہ جائیداد حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) ہار طلائی ۹ گرام ۷۰ ملی گرام قیمت ۔/۳۳۷۱ روپے (۲) بینڈل طلائی ۱ گرام ۱۴۰ ملی گرام قیمت ۔/۴۴۲ روپے (۳) رنگ طلائی ۲ گرام ۶۵۰ ملی گرام قیمت ۔/۹۸۵ روپے (۴) ٹاپس طلائی ایک جوڑی ۲ گرام ۴۴۰ ملی گرام قیمت ۔/۷۱۸ روپے (۵) دو عدد کڑے نقرئی ۲۵ گرام ۷۰۰ ملی گرام قیمت ۔/۲۹۰ روپے (۶) پازیب نقرئی ایک جوڑی ۷۵ گرام ۴۴۰ ملی گرام قیمت ۔/۲۸۶ روپے (۷) انگوٹھی دو عدد نقرئی ۹ گرام ۵۹۰ ملی گرام قیمت ۔/۲۴ روپے (۸) KEY رنگ نقرئی ۳۱ گرام ۶۹۰ ملی گرام قیمت ۔/۱۴۵ روپے (۹) ایک سیٹ نقرئی ۳۸ گرام ۸۰۰ ملی گرام قیمت ۔/۲۹۵ روپے (۱۰) دو جوڑی کانٹے ۱۳ گرام ۵۰ ملی گرام قیمت ۔/۸۵ روپے۔

میں مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصّہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں اس کے علاوہ مجھے میرے خاوند کی طرف سے ۔/۲۰۰ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصّہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔

اگر میں اس کے بعد کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع بہشتی مقبرہ قادیان کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرے ادا شدہ چندہ حصّہ آمد و جائیداد کو مجھے یا میرے ورثاء کو واپس لینے کا مطالبہ کرنے کا حق نہ ہوگا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد	الامۃ	گواہ شد
منصور احمد چیمہ	منورہ سلطانہ	چوہدری عبد الواسع

دعائے مغفرت

خاکسار کا بڑا بیٹا میر عبد الجلیل صوفی ۲۷ جون ۹۶ کو موٹر سائیکل کے حادثہ کا شکار ہوا فوراً میڈیکل ہسپتال میں داخل کروایا گیا عزیز کے دماغ میں شدید چوٹیں آئی تھیں دوسرے دن بنگلور لے جایا گیا باوجود ہر طرح کی طبی امداد کے $\frac{۷}{۹۶}$/۳ کو عزیز اپنے مولیٰ حقیقی کو جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

مرحوم جواں سالی میں داغ مفارقت دے گئے بوقت وفات عمر ۲۵ سال تھی رکن مجلس خدام الاحمدیہ کی حیثیت سے بھی کئی عہدوں پر کام کرنے کا موقع پایا مرحوم نیک، ملنسار، منکسر المزاج، ہنس مکھ، صوم و صلوٰۃ کا پابند اور جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے والا نوجوان تھا۔ مرحوم کے حسن اخلاق کا ہی نتیجہ تھا کہ جب $\frac{۷}{۹۶}$/۳ کو شام سات بجے میت شیموگہ لائی گئی تو کثرت سے عوام جمع ہونے لگے بعد نماز مغرب و عشاء جنازہ قبرستان لے جاتے وقت لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔ جس میں ہندو سکھ اور مسلم شامل تھے۔

نماز جنازہ احمدیہ قبرستان شیموگہ میں مولوی صغیر احمد طاہر صاحب مبلغ سلسلہ نے پڑھائی جس میں غیر احمدی اور غیر مسلم افراد نے بھی شرکت کی۔ مرحوم کی مغفرت بلندی درجات اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام حاصل ہونے کے لئے درخواست دعا ہے مولیٰ کریم سب کو صبر کی توفیق عطا کرے

عزیز مرحوم کے حادثہ کی خبر بہت جلد بنگلور، سورب، ساگر، حیدر آباد، سعودی عرب تک پھیل گئی بہت سے احباب کی طرف سے تعزیت کے خطوط اور فون موصول ہو رہے ہیں فرداً فرداً جواب دینے کی معذرت چاہتے ہوئے تمام احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ (جے میر شفیع الرحمٰن شیموگہ)

۲۔ افسوس خاکسار کی والدہ محترمہ شیمہ بیگم صاحبہ اہلیہ محترم صدیق احمد صاحب امینی مورخہ ۳۰ جون کو بمبئی میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ محترم مولانا شریف احمد صاحب امینی مرحوم درویش قادیان کی سب سے بڑی بہو تھیں۔ ایک طویل عرصہ بیماری میں گزارا بہت خدمت گذار اور خوش مزاج عورت تھیں

اللہ تعالیٰ مغفرت اور بلندی درجات فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

بعد نماز عصر نماز جنازہ ادا کی گئی اور احمدیہ قبرستان بمبئی میں تدفین عمل میں آئی مرحومہ موصیہ تھیں

(عائشہ مسعود قادیان)

تصحیح اور معذرت

بدر مجریہ ۲۷ جون ۹۶ء کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ اپریل ۱۹۹۶ء کے شروع میں آیت کا حوالہ غلط شائع ہو گیا ہے۔ یہ آیت سورہ الجاثیہ کی نہیں۔ بلکہ سورہ الحدید آیت ۲۱ ہے۔

(۲) اسی طرح اسی خطبہ جمعہ میں صفحہ ۴ کے کالم ۲ کی سطر ۴۲ سے لے کر صفحہ ۵ کے پہلے کالم کی سطر ۲۸ تک دوبارہ تکرار ہو گئی ہے قارئین مذکورہ دونوں غلطیوں کی درستی فرمالیں ادارہ اس غلطی کے لئے معذرت خواہ ہے (ادارہ)

داخلہ مدرسہ احمدیہ قادیان

مدرسہ احمدیہ کا تعلیمی سال ۱۶ اگست ۱۹۹۶ء کو شروع ہو رہا ہے خواہشمند امیدوار درج ذیل کوائف کے ہمراہ اپنی درخواستیں مطلوبہ فارم پر نظارت تعلیم کو ارسال کریں داخلہ فارم نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

داخلے کی شرائط:- (۱) درخواست دہندہ واقف زندگی ہو یا اپنی زندگی وقف کرنے کا خواہشمند ہو
(۲) جسمانی و ذہنی طور پر صحت مند ہو۔
(۳) کم از کم میٹرک پاس یا اس کے برابر تعلیم حاصل کی ہو۔
(۴) قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔
(۵) عمر ۱۷ سال سے زائد نہ ہو گر یجوئیٹ پاس ہونے کی صورت میں عمر ۲۲ سال سے زائد نہ ہو استثنائی صورت میں عمر میں چھوٹ دئے جانے کے بارہ غور ہو سکے گا۔
(۶) حفظ کلاس کے لئے عمر ۱۰ - ۱۲ سال سے زائد نہ ہو قرآن کریم ناظرہ روانی کے ساتھ پڑھ سکتا ہو۔
(۷) امیر جماعت / صدر جماعت مطمئن ہو کہ درخواست دہندہ وقف اور داخلے کے لئے موزوں ہے
(۸) درخواست دہندہ اپنی سندات کی مصدقہ نقول مع ہیلتھ سرٹیفکٹ امیر جماعت / صدر جماعت کی رپورٹ کے ساتھ مع دو عدد فوٹو گراف پاسپورٹ سائز ۱۰ جولائی ۱۹۹۶ء تک ارسال کریں۔

تحریری ٹیسٹ و انٹرویو میں معیار پر پورا اترنے والے طلباء کو ہی مدرسہ احمدیہ میں داخل کیا جائے گا۔ انٹرویو کی اطلاع بعد جائزہ دی جائے گی۔ قادیان آنے کے اخراجات امیدوار کو خود برداشت کرنے ہوں گے۔ ٹیسٹ و انٹرویو میں فیل ہونے کی صورت میں واپسی سفر کے اخراجات خود برداشت کرنے ہونگے۔

امیدوار قادیان آتے وقت اپنے ہمراہ موسم کے لحاظ سے گرم سرد کپڑے، رضائی، بستر وغیرہ لیکر آئیں۔ (ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ قادیان)

طلباء مدرسۃ المعلمین متوجہ ہوں

تمام طلباء اور مدرسۃ المعلمین میں داخلہ کے خواہشمند امیدواران مطلع رہیں کہ نیا تعلیمی سال ۱۶ اگست سے شروع ہوگا لہذا موسمی تعطیلات ختم ہوتے ہی بروقت ۱۵ اگست کو مدرسہ میں حاضر ہو جائیں تاخیر کرنے کی صورت میں تعزیری کارروائی کی جائے گی۔

نتیجہ تحریری مقالہ:- امسال مدرسۃ المعلمین میں آخری کلاس کے طلباء سے ایک انعامی مقالہ تحریر کروایا گیا تھا۔ اس میں پوزیشن حاصل کرنے والے خوش نصیب طلباء درج ذیل ہیں

اوّل مکرم عطاء الغفار صاحب
دوئم 〃 جمیل الدین صاحب
سوئم 〃 مجیب احمد بٹ صاحب

اللہ تعالیٰ یہ کامیابی انکے اور مدرسہ کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔

(نگران مدرسۃ المعلمین قادیان)

بقیہ صفحہ اول (حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ جرمنی کے دوران اہم دینی مصروفیات کا مختصر تذکرہ)

☆ کیا تہجد کے لئے بھی اذان ہوتی ہے۔ حضور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ نہیں۔ تہجد کے لئے اذان نہیں ہوتی کیونکہ یہ انفرادی نماز ہے اور فرض نہیں ہے۔ اور کئی لوگ جو اس وقت آرام کرتے ہیں اگر اس وقت اذان ہو تو ان سب کو تکلیف ہوگی۔ آنحضرتؐ نے تو ویسے بھی رات کو اونچی آواز سے تلاوت کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا ہے کہ اتنی اونچی آواز میں تلاوت کرو کہ وہ تمہیں تو جگائے رکھے مگر دوسروں کے آرام میں خلل پیدا نہ کرے۔

بعض اور سوالات میں حسب ذیل سوالات تھے۔

☆ روز قیامت انسان کو جسمانی طور پر اٹھایا جائے گا یا روحانی طور پر؟ ☆ جرمن لوگوں کو جلد سے جلد کس طرح احمدی بنایا جا سکتا ہے؟ ☆ ہپناٹزم اور ٹیلی پیتھی کی کیا کوئی حقیقت ہے؟ ☆ کیا حضرت عیسیٰؑ کے بعد کشمیر میں ان کی خلافت کا کوئی نشان ملتا ہے؟ ☆ قرآن مجید میں ذکر ہے کہ جب آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کے درمیان تنازعہ ہوا تو ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا اور اس کی لاش کو دفن بھی نہیں کیا۔ اس وقت اس قاتل نے ایک کوے کو دیکھا کہ وہ اپنے ایک ساتھی کوے کی لاش کو زمین کھود کر دفن کر رہا ہے۔ کیا اس سے پہلے انسانوں کو دفن کرنے کا رواج نہیں تھا؟ ☆ شیطان سے متعلق ایک سوال پر حضور نے فرمایا کہ ہر انسان کے اندر شیطان ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ خون کی طرح انسان کے اندر دوڑتا ہے۔ شیطان سے مراد انسانی نفس میں برائی کا مادہ ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ سال "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا سال ہے۔ اس سال اس کو لکھے ہوئے سو سال پورے ہو رہے ہیں۔ اس کتاب میں ان سب امور سے متعلق نہایت باریکی اور لطافت کے ساتھ قرآن و حدیث کے حوالہ سے باتیں بیان کی گئی ہیں کہ شیطان کیا ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد کیا ہوگا وغیرہ۔ یہ بہت ہی اہم کتاب ہے جو کبھی پرانی نہیں ہو سکتی کیونکہ اس کے مضامین ایسے ہیں جو انسانی فطرت کو ہمیشہ چھیڑتے رہتے ہیں۔ مثلاً مرنے کے بعد کیا ہوگا، جنت کیا ہے، جہنم کیا ہے وغیرہ۔ ہر احمدی پر اس کتاب کا پڑھنا لازم ہے۔ اس کو غور سے پڑھیں تو آپ کی عقل روشن ہو جائے گی۔

حضور نے فرمایا کہ آپ سب بچے، ہر عمر کے احمدی، جوان ہوں یا بوڑھے، مرد ہوں یا عورت اس سال یہ کام کر جائیں کہ اس کتاب کو اول سے آخر تک غور سے پڑھ جائیں۔ اس سے آپ کا دل اندر سے روشن ہو جائے گا۔

دیگر سوالات یہ تھے۔

☆ ہر انسان میں چھٹی حس ہوتی ہے اگر کسی میں یہ حس کم ہو تو اس کی کیا وجہ ہوتی ہے؟ ☆ ہم عقیقہ کیوں کرتے ہیں؟ ☆ کیا انسان بندر سے بنا ہے؟ ☆ مسمریزم کی کیا حقیقت ہے؟ ☆ UFO کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ ☆ کیا مرنے کے بعد انسان خدا کو دیکھ سکتا ہے؟

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان تمام سوالات کے نہایت آسان الفاظ میں جوابات دئے۔ یہ مجلس پونے نو بجے تک جاری رہی۔

بوزنین و البانین کے ساتھ مجلس سوال و جواب

۲۵ مئی کو قریباً سوا دس بجے بادکروئزناخ میں مقام اجتماع خدام الاحمدیہ میں بوزنین و البانین افراد کے ساتھ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں حضور ایدہ اللہ نے حاضرین کے سوالات کے جواب ارشاد فرمائے۔ ساتھ ساتھ ان کا بوزنین اور البانین میں ترجمہ بھی پیش کیا جاتا رہا۔ ایک سوال حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق غیر احمدیوں کے اس عقیدہ کے حوالہ سے تھا کہ حضرت عیسیٰؑ فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ بجسد عنصری آسمان پر موجود ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں پہلے بھی اس موضوع پر مختلف پہلوؤں سے روشنی ڈال چکا ہوں تاہم حضور نے اختصار کے ساتھ اس سوال کا جواب قرآنی آیات کے حوالے سے بیان فرمایا۔ ایک دوست نے وضو کے دوران مسح کے متعلق سوال کیا جس پر حضور انور نے تفصیل سے مسح کے متعلق وضاحت فرمائی۔ ایک اور دوست نے کہا کہ غیر احمدی مسلمان اس بحث میں پڑ کر کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں اور آسمان میں ہیں، محض اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں، اس کا کچھ بھی فائدہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ اگر مجھے یہ علم نہ ہو کہ عیسیٰؑ کہاں ہیں، زندہ آسمان پر ہیں یا فوت ہو گئے ہیں تو اس پر خدا تعالیٰ مجھے سزا نہیں دے گا۔ لیکن اگر میں نماز نہیں پڑھتا اور دیگر دینی فرائض کو ادا نہیں کرتا تو اس پر گرفت ہوگی۔ آپ کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟۔ حضور ایدہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ عام طور پر تو آپ کے ساتھ اس بارہ میں موافقت ہونی چاہئے کہ حضرت مسیحؑ زندہ ہیں یا فوت ہو گئے ہیں یہ معمولی بات ہے لیکن اہم مسئلہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیش گوئی فرمائی ہے کہ آخری زمانہ میں جب مسلمان کمزور پڑ جائیں گے تو مسیح عیسیٰ بن مریم نازل ہو کر ان کی اصلاح کریں گے۔ اس پیش گوئی کی روشنی میں یہ مسئلہ بہت اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔ اب اگر وہ زندہ ہیں تو وہ خود آئیں گے اور اگر وہ فوت ہو گئے ہیں تو ان کی جگہ کوئی اور ان کے نام پر اسی روح کے ساتھ آئے گا۔ اگر آپ یقین رکھیں گے کہ عیسیٰؑ زندہ ہیں تو آپ اس مسیح موعودؑ کا جو خدا کی طرف سے آ چکا ہے انکار کر بیٹھیں گے اور یہ بہت بڑا جرم ہے کہ خدا کی طرف سے آنے والے کا انکار کر دیا جائے اور اس جرم کی خدا سزا دے گا۔

ایک سوال واقعہ اسراء و معراج کے متعلق بھی ہوا۔ حضور ایدہ اللہ نے عام علماء کے اس بارہ میں عقائد کو بیان کرتے ہوئے ان کا بودا پن ظاہر کیا اور پھر اس کی اصل حقیقت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان فرمایا اور بتایا کہ یہ ایک نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔

حضور ایدہ اللہ نے ہدایت فرمائی کہ اجتماع خدام الاحمدیہ کے موقعہ پر خدام کی تربیت کے نقطہ نگاہ سے بوزنین اور البانین میں سے صرف خدام کو ہی بلانا چاہئے۔ بوزنین و البانین افراد کے ساتھ اگر عام مجالس سوال و جواب رکھنی ہوں تو وہ اجتماع کے دنوں کے علاوہ رکھنی چاہئیں۔ اس دلچسپ مجلس کے آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس وقت یہاں چار سلوانین احمدی موجود ہیں۔ ان میں سے ایک قریباً اڑھائی ہزار افراد کے ایک گروپ لیڈر ہیں۔ ان کی درخواست ہے کہ ان کی دستی بیعت اس وقت ہو۔ اس موقعہ پر ان احمدی دوستوں نے سلوانیہ کے احمدیوں کی طرف سے اظہار محبت کے طور پر سلوانیہ کا جھنڈا حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ حضور نے فرمایا کہ اس وقت میں اعلان کرتا ہوں کہ سلوانیہ ایک اور احمدی مسلم ملک ہے۔ حضور نے انہیں شرف مصافحہ و معانقہ سے نوازا۔ اس کے بعد دستی بیعت کی تقریب منعقد ہوئی۔

عربی، فرانسیسی، جرمن اور ترکی زبان بولنے والے افراد کے ساتھ مجلس سوال و جواب

۲۵ مئی کو ہی ایک بجے بعد دوپہر مقام اجتماع خدام الاحمدیہ میں عربی، فرانسیسی، جرمن اور ترکی زبان بولنے والوں کے ساتھ ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انگریزی زبان میں جوابات ارشاد فرمائے جن کا رواں ترجمہ مختلف زبانوں میں پیش کیا جاتا رہا۔ ایک دوست نے جماعت احمدیہ کے تعارف سے متعلق سوال کیا کہ جماعت احمدیہ کیا ہے؟ حضور ایدہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی اور کلھم فی النار۔ وہ سب آگ میں ہونگے سوائے ایک ۷۳ویں جماعت کے جو اس آگ سے محفوظ رہے گی۔ حضور نے فرمایا کہ وہ ۷۳ویں جماعت مسیح و مہدی کے ذریعہ قائم ہونے والی تھی جیسا کہ احادیث میں آخری زمانہ میں مسیح اور مہدی کے آنے کی پیش خبری موجود ہے۔ حضور نے سنن ابن ماجہ کی حدیث کے حوالہ سے بتایا کہ مسیح اور مہدی ایک ہی وجود ہیں۔ حضور نے یہ بھی بتایا کہ مسیح ناصریؑ خود بجسد عنصری آخری زمانہ میں آنے والے نہیں تھے کیونکہ وہ تو صلیب سے نجات پا کر ہجرت کرنے کے بعد اپنی طبعی عمر پا کر فوت ہو چکے تھے۔ اس لئے کسی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امت میں مسلمان کے طور پر پیدا ہو کر مسیح کے لقب کے ساتھ آنا تھا۔ اور اس کے آنے کا مقصد ایک تو امت کی اصلاح تھی اور دوسرے اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرنا تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح کے متعلق فرمایا کہ جب وہ آئے گا تو صلیب توڑے گا اور خنزیر کو قتل کرے گا اور دجال کو قتل کرے گا۔ یہ وہ کام تھے جن کی وجہ سے امام مہدی کو مسیح کا لقب دیا جانا تھا۔ ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی وہ مسیح اور مہدی ہیں جن کے آنے کا وعدہ دیا گیا تھا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے یہ دعویٰ کیا تو آپ کی شدید مخالفت ہوئی یہاں تک کہ آپ کے خاندان نے بھی آپ کو چھوڑ دیا۔ مگر خدا نے آپ کو خبر دی کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا اور آج یہ پیش گوئی بڑی شان کے ساتھ پوری ہو چکی ہے۔ ۱۵۰ سے زائد ممالک میں احمدیت قائم ہو چکی ہے اور آج اس میٹنگ میں بھی کئی قوموں کے افراد موجود ہیں۔ یقیناً خدا نے ہی آپ کو یہ خوش خبری دی تھی جو پوری ہو رہی ہے۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ اگر کوئی عورت پردہ نہیں کرتی تو کیا اس کا خاوند اس بناء پر اسے اسلامی تعلیم کی رو سے طلاق دے سکتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر وہ مسلمان بیوی ہے تو محض پردہ نہ کرنے کی وجہ سے اسے طلاق دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اگر وہ مسلمان ہے اور نمازیں نہ پڑھے تو اسے طلاق نہیں دی جاتی جبکہ نماز کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن و سنت کی بنا پر پردہ کی تشریح میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی عورت پردہ نہیں کرتی مگر اخلاقی حدود سے آگے نکل کر کردار کی کمزوری اس میں پیدا ہوتی ہے اور غیر مردوں سے عام اختلاط کرتی ہے تو یہ وجہ ہو سکتی ہے۔ محض ایک مخصوص قسم کا پردہ نہ کرنے کی وجہ سے طلاق نہیں دی جاتی۔ طلاق کی اور وجوہات ہیں۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ قرآن و سنت کی موجودگی میں اسلام میں اتنے زیادہ فرقے کیوں ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ قرآن و سنت کی موجودگی کے باوجود اتنے زیادہ فرقوں کی وجہ یہ ہے کہ قرآن و سنت کی تشریح و تعبیر میں اختلاف ہے۔ ابتدا میں یہ اختلاف شاید ایمانداری اور اخلاص پر مبنی تھا۔ رفتہ رفتہ اس اختلاف میں تشدد اور سختی آتی گئی اور مختلف فرقے بنتے گئے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا حل یہ ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف سے ایک امام بھیجے جو ان کے درمیان حکم بنے۔

حضور ایدہ اللہ سے پاکستان سے ہجرت کے سبب سے متعلق بھی ایک سوال کیا گیا جس کا جواب حضور نے دیا۔ حضور سے یہ بھی دریافت کیا گیا کہ احمدی، غیر احمدیوں کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے، اس کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے بتایا کہ نماز با جماعت نہایت اہم معاملہ ہے اور امام کا متقی ہونا ضروری ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اول طور پر امامت کا حق اس کو ہے جو خدا کی طرف سے امام بنایا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے تمام عالمین کے لئے امام بنایا تھا تو جو آپ کے متبعین ہیں ان کا بھی وہی امام بنتا ہے جو آپؐ کی تصدیق کرنے والا ہو۔ جو آپؐ کو جھٹلا دے وہ امامت کا حق نہیں رکھتا۔ حضور نے فرمایا کہ امام مہدیؑ بھی خدا کی طرف سے مقرر کیا جانا تھا۔ اگر وہ خدا کی طرف سے امام مقرر ہوئے تو آپ کے منکرین و مکذبین کس طرح ان لوگوں کی امامت کا حق رکھتے ہیں جو خدا کی طرف سے آنے والے امام کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

ایک صاحب نے پوچھا کہ کیا اسلام میں سیاست کی اجازت ہے؟ حضور نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ ہر وہ چیز جس میں انسان جائز طور پر دلچسپی رکھتا ہے اس کی اسلام میں اجازت ہے لیکن بدقسمتی سے آج کی سیاست میں دھوکہ، جھوٹ، فریب وغیرہ لازمی چیزیں بن گئی ہیں اور یہ وہ باتیں ہیں جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

اس مجلس میں جو دیگر سوالات ہوئے ان میں سے چند ایک یہ تھے۔

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N.61/57

☎ - 01872-20757 FAX-01872-20105

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

DIST GURDASPUR PUNJAB (INDIA) POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP - 23

VOL - 45 THURSDAY, 18 TH JULY 1996 ISSUE NO - 29

جہاد کے متعلق جماعت احمدیہ کا نظریہ کیا ہے؟ ☆ افغانستان، فلسطین، ایران وغیرہ میں جو کچھ ہو رہا ہے کیا یہ اسلامی جہاد ہے یا نہیں؟. ☆ خلیفہ کا انتخاب کیسے ہوتا ہے؟. ☆ قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ کے متعلق ذکر ہے کہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔ اس کی وضاحت۔ یہ مجلس قریباً دو گھنٹے تک جاری رہی۔

جرمن افراد کے ساتھ مجلس سوال و جواب

شام ۳۰-۴ بجے سے پونے چھ بجے تک حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے دور دراز سے آئے ہوئے مختلف افراد جماعت نے فیملی ملاقات کی سعادت حاصل کی اور شام پانچ بج کر پچاس منٹ پر جرمن افراد کے ساتھ ایک دلچسپ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں مکرم ہدایت اللہ صاحب ہبش کو ساتھ ساتھ جرمن ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے جرمن ترجمہ کے بعد بعض بچوں نے جرمن نظمیں پڑھیں۔ پھر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوا۔ چند ایک اہم سوالات یہ تھے.

☆ کوئی عورت نبی یا خلیفہ کیوں نہیں ہوتی؟. ☆ کیا وجہ ہے کہ آسمان سے صرف آدم ہی اترتا ہے عورت نہیں؟. ☆ خدا کو ہم کیسے پا سکتے ہیں؟. ☆ جب ہم کوئی خواب دیکھتے ہیں تو کیسے پتہ چلے گا کہ یہ خواب خدا کی طرف سے ہے اور اس میں نفس کا کوئی دخل نہیں؟ ☆ اسلام میں عورتوں کے حقوق اور مقام، ☆ بعض مسلمان کہتے ہیں کہ عیسیٰؑ آسمان پر زندہ چڑھ گئے. بعض اس کو نہیں مانتے. اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ زندہ بجسد عنصری آسمان پر نہیں گئے؟۔

اس کا جواب دیتے ہوئے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عام سنت اور مشاہدہ یہی ہے کہ لوگ زندہ آسمان پر نہیں جاتے۔ یہ ایک غیر فطری بات ہے اور جو شخص غیر فطری بات پر ایمان رکھے اس کا کام ہے کہ وہ ثبوت مہیا کرے۔ حضور نے میز پر پڑے ہوئے کاغذ کو ہاتھ میں لیتے ہوئے فرمایا مثلاً یہ کاغذ ہے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ دو گھنٹے پہلے یہ شیر تھا تو اس کا فرض ہے کہ وہ ثبوت مہیا کرے کیونکہ وہ ایک غیر فطری بات پیش کر رہا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ بجسد عنصری آسمان پر جانے کا عقیدہ اس دعویٰ سے بھی زیادہ عجیب و غریب ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کائنات کی وسعت کا ابھی تک مکمل اندازہ نہیں ہو سکا۔ اب تک کی دریافت کے مطابق بیس بلین روشنی کے سالوں تک کی فضائی وسعتوں کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ یعنی اگر کوئی روشنی کی رفتار سے فضا میں سفر کرے تو اس وقت تک معلوم کائنات تک پہنچنے کے لئے اسے بیس بلین سال درکار ہونگے۔ اگر ان لوگوں کی بات کو تسلیم بھی کیا جائے اور وہ ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے بھی اوپر گئے ہوں تو اب جبکہ حضرت عیسیٰؑ کو گزرے صرف دو ہزار سال ہو رہے ہیں اس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی تک فضا میں رستے میں ہی کہیں ہونگے۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کے زندہ بجسد عنصری آسمان پر جانے کا عقیدہ نہایت ہی لغو اور بودا ہے ور اس کی کوئی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔

ایک شخص نے کہا کہ وہ ایک عیسائی کے طور پر یہ یقین رکھتا ہے کہ مسیح خدا کے بیٹے تھے، کیا یہ درست ہے؟ حضور ایدہ اللہ نے اس عقیدہ کا بوداپن ظاہر کرتے ہوئے ایک سوال کے رنگ میں سائل سے پوچھا کہ کیا ایک ہاتھی اور کبوتری کی شادی سے انسان پیدا ہو سکتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے ہاں کسی انسان بیٹے کا تصور اس سے بھی زیادہ ناممکن اور لغو اور بیہودہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اولاد کی حاجت سے پاک ہے۔ اولاد کی ضرورت تو اسے ہوتی ہے جو ابدی نہ ہو۔ خدا تعالیٰ واحد ہے اور لاشریک ہے۔ نہ اسے کسی نے جنا ہے اور نہ اس کی کوئی اولاد ہے۔

ایک صاحب نے پوچھا کہ یہودیت. عیسائیت اور اسلام کے درمیان انٹر ریلیجنس گفتگو کیسے ہو سکتی ہے؟ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایسی انٹر فیتھ مجالس ہوتی رہتی ہیں لیکن ان کا کوئی فائدہ نہیں۔ اصل یہ ہے کہ کسی مذہب کے پیروکار دوسرے مذہب کے پیروکاروں سے عام سطح پر رابطہ میں آکر خیالات کا تبادلہ کریں تب حقیقی تبدیلی ہوگی اور روحیں جیتی جائیں گی۔ عیسائیت کے ابتدائی تین سو سالوں میں ابتدائی عیسائیوں نے یہی کیا اور حضرت محمدؐ رسول اللہ کے صحابہ نے بھی یہی طریق اختیار فرمایا اس کے نتیجہ میں انقلاب آیا۔

ایک سوال یہ ہوا کہ کیا یہ درست ہے کہ انسان بندر سے بنا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں یہ کہیں ذکر نہیں کہ تم بندروں سے بنے ہو۔ لیکن یہ فرمایا کہ جب تم انسانیت کے معیار سے گر جاؤ تو ہم ایسے لوگوں کو بندر بنا دیتے ہیں۔

ایک شخص نے کہا کہ مجھے اسلام کیوں قبول کرنا چاہئے۔ حضور نے فرمایا کہ پہلا قدم تو یہ ہے کہ آپ خدا پر ایمان رکھیں۔ پھر اگلا قدم یہ ہوگا کہ کون سا مذہب مجھے جلد تر اور زیادہ پختہ اور یقینی طور پر اور کم ترین خطرات کے ساتھ خدا تک پہنچا سکتا ہے۔ اس پہلو سے جب آپ غور کریں گے تو اسلام کو مذاہب کی چوٹی پر پائیں گے اور اس کی امتیازی خصوصیات بڑی شان سے آپ کو دکھائی دیں گی۔ مثلاً آپ خدا کے متعلق غور کریں گے تو کسی مذہب میں آپ کو خدا کے عالمی ہونے کا تصور نہیں ملے گا سوائے اسلام کے۔ صرف اسلام ہے جس کی تعلیم عالمی ہے اور ایک رب العالمین کا تصور پیش کرتی ہے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ آپ خدا سے دعا کریں کہ وہ خود بتائے کہ اس تک پہنچنے کا قطعی و یقینی رستہ کون سا ہے اور پختہ عہد کے ساتھ دعا کریں کہ وہ جس رستہ کی طرف بھی رہنمائی کرے گا آپ اسے اختیار کریں گے۔

ایک اور سوال یہ بھی کیا گیا کہ کیا پاکستان کے علاوہ کسی اور ملک میں بھی احمدیوں پر مظالم ہوتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ جہاں بھی جماعت تیزی سے ترقی کرے گی اسے مخالفتوں اور مظالم کا سامنا ہوگا۔ یہ مذاہب کی تاریخ کا حصہ ہے۔ یہ امر مشکل تو ہے لیکن انسانی تزکیہ اور ترقی کے لئے بہتر ہے۔

اس دلچسپ مجلس کے آخر پر بعض اساتذہ کے ایک وفد نے ایم ٹی اے کے پروگرام دیکھ کر ان کی افادیت پر اپنی نیک تمناؤں کے اظہار کے طور پر حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں ایک سینڈ پیش کی۔

اس مجلس کے اختتام پر حضور ایدہ اللہ ازراہ شفقت خدام و اطفال کی حوصلہ افزائی کے لئے مختلف کھیلوں کے مقابلہ جات دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے اور کھلاڑیوں کو شرف مصافحہ سے نوازا اور والی بال، باسکٹ بال، اور فٹ بال کے میچز کچھ وقت کے لئے دیکھتے رہے۔ بعد ازاں پونے نو بجے پنڈال میں مجلس عرفان منعقد ہوئی۔

مجلس عرفان

اس مجلس عرفان میں کئی خدام و اطفال نے حضور ایدہ اللہ سے سوالات دریافت کئے۔ یہ مجلس اردو میں ہوئی۔ چند اہم سوالات یہ تھے.

☆ کیا عورت نماز کی امامت کرا سکتی ہے؟. ☆ کیا اسلام میں ملکیت زمین کی کوئی حدود مقرر ہیں؟. ☆ حضور اکرمؐ نے اپنی زندگی میں حدیثیں جمع کرنے سے کیوں منع فرمایا۔ ☆ UFO کی اسلامی نقطہ نگاہ سے کیا حیثیت ہے۔؟. ☆ "فدیناہ بذبح عظیم" سے کیا مراد ہے؟. ☆ لوگ کانوں میں بالیاں کیوں پہنتے ہیں؟. ☆ امام مہدی علیہ السلام دنیا میں کیوں آئے؟

اس دلچسپ مجلس کے اختتام پر حضور ایدہ اللہ نے نماز مغرب و عشاء پڑھائیں اور پھر مسجد نور فرینکفورٹ واپسی ہوئی۔ (رپورٹ . ابولبیب)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بقیہ:۔ خلاصہ خطبہ جمعہ

حضور نے روزمرہ پیش آمدہ مختلف واقعات کی مثالوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے امیر کے مقام، اس کے فرائض اور اخلاقی ذمہ داریوں کے تعلق میں نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کے لئے لازم ہے کہ سب کے لئے یکساں ہو اور چند لوگوں کو اپنے اوپر قبضہ نہ کرنے دے۔ حضور نے فرمایا کہ جو لوگ جماعت میں مصاحب بن کر رہیں وہ سارے جماعت کے تقویٰ کے نظام کو برباد کر دیتے ہیں۔ کسی امیر کو زیب نہیں دیتا کہ چند لوگوں کے ہاتھ میں کٹھ پتلی بن جائے یا چند لوگوں کے گھیرے میں ایسے دکھائی دے کہ لوگوں پر یہ تاثر ہو کہ وہ صرف ان کی باتیں سنتا ہے۔ امیر کا فرض ہے کہ ایسے تاثرات کو اگر ان میں کچھ بھی جواز ہے تو اپنے سے زائل کرنے کی کوشش کرے اور اگر جواز نہیں ہے تو پھر اس کا فرض ہے کہ مستغنی ہو جائے۔ حضور ایدہ اللہ نے اس نہایت اہم مضمون کو اگلے خطبہ میں بھی جاری رکھنے کا ارشاد فرمایا اور فرمایا کہ میری یہ تمنا ہے کہ جماعت احمدیہ ان اعلیٰ اخلاقی اقدار پر مضبوطی سے قائم ہو جائے جو نظام کی حفاظت کے لئے لازم ہیں۔

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072 PH. 26-3287

C.K.ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

طالبان دعا:۔
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ۔ 700001
فون نمبرز۔
2430794 · 2481652 · 2485222
آٹو ٹریڈرز